احیائے اسلام اور امنِ عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جون 2015ء

17 جون

سانحۂ ماڈل ٹاؤن

حکومتی دہشت گردی کا ایک سال

شہیدۂ انقلاب شازیہ مرتضیٰ

شہیدۂ انقلاب تنزیلہ امجد

شہیدِ انقلاب غلام رسول

شہیدِ انقلاب محمد عمر صدیق

شہیدِ انقلاب محمد اقبال

شہیدِ انقلاب محمد عاصم حسین

شہیدِ انقلاب حکیم صفدر حسین

شہیدِ انقلاب شہباز مصطفوی

شہیدِ انقلاب رضوان خان

شہیدِ انقلاب خاور رانجھا

ہم تمہیں بھولے ہیں نہ تمہارے قاتلوں کی پھانسی تک چین سے بیٹھیں گے

دیت نہیں قصاص لیں گے قطرے قطرے کا حساب لیں گے

بفیضانِ نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد 29 شمارہ 6 / شعبان / رمضان ۱۴۳۶ھ / جون 2015ء

www.facebook.com/minhajulquran

www.minhaj.info mqmujallah@gmail.com

حسنِ ترتیب

اداریہ۔۔ہم تمہیں بھولے ہیں نہ قاتلوں کی پھانسی تک چین سے بیٹھیں گے		4
(القرآن)۔روحانی سفر کا نقطۂ آغاز۔۔مجاہدہ نفس	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	6
(الفقہ)۔زکوٰۃ۔۔فضیلت واہمیت	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	13
رمضان المبارک۔خصوصیات، عبادات اور انعامات	پروفیسر محمد الیاس اعظمی	17
شہداءِ انقلاب کی عظمت کو سلام	جلیل احمد ہاشمی	23
سانحہ ماڈل ٹاؤن۔ریاستی دہشت گردی کا ایک سال	عین الحق بغدادی	35
اجلاس مرکزی مجلسِ شوریٰ	رپورٹ: محمد یوسف منہاجین	43
تحریکی سرگرمیاں		51
معمولات و وظائف رمضان المبارک		55
خصوصی ہدایات برائے معتکفین شہر اعتکاف 2015ء		56

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر
محمد یوسف

اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد شعیب بزمی

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، خرم نواز گنڈاپور
ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، شیخ زاہد فیاض
جی ایم ملک، سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری
غلام مرتضیٰ علوی، قاضی فیض الاسلام، فرح ناز

مجلس ادارت
علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصراللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری
عکاسی: محمود الاسلام قاضی

قیمت فی شمارہ: 25 روپے
سالانہ زرتعاون: 250 روپے

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

بدل اشتراک: مشرق وسطیٰ جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

فون: UAN: 111-140-140 فیکس: 35168184

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

سراپا دعا ہوں

کرم ایسا کیا اے مالک کون و مکاں تو نے
کہ ہم پر سہل کردی گردش ہفت آسماں تو نے

اٹھایا ایک لفظ کُن سے یہ ہنگامہ عالم
کیا اُمی لقب کو سرور کون ومکاں تو نے

ہمیں کونین میں خیرالامم کا مرتبہ بخشا
بنا کر امت پیغمبرؐ ہر دو جہاں تو نے

ہم ایسے خاک کے ذروں کو مہر و ماہ کر ڈالا
بہ فیض خواجہ کونین اے رب جہاں تو نے

بڑا اعزاز ہے، ختم الرسل کی چاکری بخشی
خلیل اللہ کے گھر کا بنا کر پاسباں تو نے

بڑھا کر ایک مشت خاک کو انساں بنا ڈالا
بنائے اس کی خاطر پھر زمین و آسماں تو نے

ہم ایسے ناتوانوں کو کلیم بوذری دے کر
بنایا اس جہان رنگ و بو کا رازداں تو نے

تیرے بندے شہنشاہوں کو خاطر میں نہیں لاتے
کیا دانشوران دیں کو بھی آتش بجاں تو نے

اب اس انعام سے بڑھ کر کوئی انعام کیا ہوگا
کیا شورشؔ کو حمد و نعت میں رطب اللساں تو نے

﴿ شورش کاشمیری ﴾

نعت بحضور سرورِ کونین ﷺ

حیرت میں ہوں کیا لکھوں شانِ محمدؐ کا
دیدارِ محمدؐ ہے قرآن محمدؐ کا

بخشے گئے جتنے تھے بدکار ہی عالم میں
طوفان میں جب آیا غفران محمدؐ کا

بندوں نے خدائی کی جب ان کے بنے بندے
بندوں پہ عجب برسا باران محمدؐ کا

ڈوبا تو نکالا ہے پھسلا تو سنبھالا ہے
میں بھول نہیں سکتا احسان محمدؐ کا

تصویرِ محمدؐ ہے تحریر محمدؐ کی
تقریرِ محمدؐ ہے بیان محمدؐ کا

کفرانِ محمدؐ ہے کفرانِ خداوندی
کفرانِ خداوندی کفران محمدؐ کا

شہنشاہی عالم جب ان کو مسلّم ہے
پھر کیوں نہ ہو جبریل سا دربان محمدؐ کا

وہ جلوۂ نورانی وہ نقشۂ رحمانی
رہتا ہے میرے دل میں ہر آن محمدؐ کا

ہر آن میں ہر شان کے مظہر ہی محمدؐ ہیں
ہر آن میں ہر شان میں ہے ذیشان محمدؐ کا

ہم نام محمدؐ ہوں مداحِ محمدؐ بھی
ہاتھوں سے نہ چھوٹے گا دامان محمدؐ کا

﴿ حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ ﴾

ہم تمہیں بھولے ہیں نہ قاتلوں کی پھانسی تک چین سے بیٹھیں گے

سانحہ ماڈل ٹاؤن کو آج برپا ہوئے ایک سال مکمل ہو گیا، ایک سال کے بعد ہم اپنے زخمی و شہید کارکنوں کے ساتھ اس عہد کی تجدید کرتے ہیں کہ ہم آپ کو نہ بھولے اور نہ قاتلوں کی پھانسی تک چین سے بیٹھیں گے۔ حکمرانوں کے مسلسل ایک سال سے جاری مظالم، جھوٹے مقدمات، سزائیں اور انتقامی کارروائیاں ہمارے حوصلوں کو ہرگز کمزور نہ کر سکیں گی۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ قاتلوں کی پھانسی تک چین سے نہیں بیٹھیں گے اور ہمارا مطالبہ دیت نہیں قصاص ہے۔ ظالم اور قاتل حکمرانوں نے سربراہ عوامی تحریک قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو ڈرانے اور جھکانے کیلئے ہر ستم اور ہتھکنڈہ آزمایا، ان کے خلاف سنگین دفعات کے تحت درجنوں مقدمات درج کیے، ان کا میڈیا ٹرائل کیا، ڈیل کی گھٹیا اور لغو تہمت لگائی مگر وہ انہیں ڈرا، دبا اور جھکا نہ سکے۔ وہ آج بھی اپنے شہید کارکنوں کے خون کا آئین و قانون کے مطابق قصاص کی صورت میں مانگ رہے ہیں۔ ان کا فرمانا ہے کہ انقلاب کیلئے جانیں دینے والے کارکن تاریخ کے ماتھے کا جھومر اور ہمارا گرانقدر سرمایہ ہیں۔ کارکنوں نے خون کا نذرانہ دیکر پاکستان کے عوام کے مقدر میں انقلاب لکھ دیا ہے اب دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو انقلاب سے دور رکھ سکتی ہے اور نہ ہی قاتلوں کو پھانسی کی سزا سے بچا سکتی ہے۔ اس سانحے کے فوراً بعد جس عزم کا اظہار کیا گیا تھا آج بھی پاکستان عوامی تحریک اس پر قائم ہے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن ریاستی دہشت گردی، قتل و غارت گری اور حکومتی بربریت و تشدّد کی بدترین مثال ہے، جس میں نہتے اور پُرامن شہریوں پر براہِ راست گولیاں چلائی گئیں اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہتی خواتین کو بھی براہِ راست گولیوں کا نشانہ بناتے ہُوئے شہید کر دِیا گیا۔ پُرامن اور نہتے شہریوں پر ظلم و بربریت ایک ایسا عمل ہے جو اسلامی، آئینی، قانونی، جمہوری اور بین الاقوامی اقدار کی دھجیاں اُڑانے کے مترادف ہے، اس کے ذِمہ داران کو اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔

ریاستی دہشت گردی اور قتل عام کے مناظر ملکی چینلز پر براہِ راست دکھائے جاتے رہے جس میں نہتے شہریوں پر براہِ راست فائرنگ کی گئی۔ ان فوٹیجز کے ہوتے ہوئے کیا ابھی بھی مزید کسی ثبوت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور اس سانحہ میں ملوّث جملہ پولیس افسران، انتظامی عہدیداران بشمول IG، DIG آپریشنز، ہوم سیکرٹری پنجاب، DCO، CCPO، SSP's، SP ماڈل ٹاؤن اور متعلقہ DSP's اور SHO's کو فوری طور پر برطرف کر کے قتلِ عام، دہشت گردی اور اقدامِ قتل کے جرم میں گرفتار کیا جاتا مگر ملک کے طاقتور ادارے اور آزاد عدلیہ ایک سال گزرنے کے باوجود چپ کا روزہ رکھے ہوئے ہیں۔ ایک شراب کی بوتل کی برآمد پر تو سوموٹو ایکشن لے لیا جاتا ہے مگر 14 معصوموں کو شہید کرنے اور 100 لوگوں کو گولیاں مار کر زخمی کرنے پر کوئی حرکت میں نہیں آتا۔

پنجاب حکومت کے تحت قائم دہشت گردی کی عدالتیں آج تک کسی دہشت گرد کے خلاف فیصلہ کرنے کی تو جرأت نہیں کر سکیں اور حکومت کو اس مقصد کے لئے فوجی عدالتوں کے لئے آئینی ترامیم کرنا پڑیں۔ مگر دہشت گردی کی یہ عدالتیں پاکستان عوامی تحریک کے معصوم کارکنوں کو پولیس کی طرف سے قائم کردہ جھوٹے مقدمات میں ظالم اور قاتل پولیس کی شہادت اور تفتیش پر سزائیں سنا رہی ہیں۔ انصاف کا یہ قتل عام پاکستان کی تاریخ کی بدترین مثال ہے۔ عدل و انصاف کو یقینی بنانے والے ایوان خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

یہ سب مظالم قائد انقلاب اور پاکستان عوامی تحریک کے انقلابیوں کو نہ خائف کر سکتے ہیں اور نہ ہی حق کی

جدوجہد سے باز رکھ سکتے ہیں۔ ہمارا جو موقف پہلے دن تھا آج بھی اس پر قائم ہیں اور ان شاء اللہ انصاف کے حصول اور انقلاب کی منزل کے حصول تک اپنی انقلابی جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔

پاکستان میں دہشت گردی اور قتل عام کا نہ تھمنے والا سلسلہ

کلمہ طیبہ کے نام پر لاکھوں قربانیوں کے نتیجے میں قائم ہونے والا ملک پاکستان شروع دن سے غیروں کی نظروں میں کھٹک رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف یہ بدترین حکومتوں کی بے تدبیریوں کے باوجود قائم و دائم ہے اور دوسری طرف اس کے نظریاتی اور سیاسی دشمنوں نے اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی ہر ممکن سازشیں جاری رکھی ہوئی ہیں۔گذشتہ ماہ کراچی میں دہشت گردی کا جو افسوسناک سانحہ رقم ہوا وہ چند ماہ میں سانحہ پشاور کے بعد دوسرا بڑا سانحہ ہے جس میں ایک پرامن اور محبّ وطن گروہ کے بے گناہ شہری بیوی بچوں سمیت لقمہ اجل بن گئے۔ یہ اور ایسے اعصاب شکن واقعات ہمارے پیارے دیس میں روز مرہ کے معمولات بن چکے ہیں۔سوال یہ ہے کہ پاک سرزمین دہشت گردوں کے نشانے پر کیوں ہے اور کیا ان حالات میں تبدیلی بھی ممکن ہے؟

چھوٹی موٹی قتل و غارت گری کے واقعات تو دنیا کے ہر خطے میں جاری رہتے ہیں مگر حالیہ عشروں میں پاکستان سمیت عرب مسلمان ممالک خصوصاً شام، یمن، عراق اور لیبیا میں تباہی اور خون خرابے کے نئے ریکارڈ قائم ہوئے ہیں۔ تمام تہذیبوں کے ماننے والے پرامن بقائے باہمی کی بنیاد پر زندگی گزار رہے ہیں، ترقی کے راستوں پر چلتے ہوئے نئی منزلوں کے سراغ لگارہے ہیں مگر ایسی بدقسمتی ہے کہ آفت زدہ مسلمان خطے خون سے ہی رنگین ہیں۔ عالمی سطح پر تو مسلمانوں کو لڑانے کے لئے استعماری قوتوں نے اختلافات کے ایسے بیج بوئے ہوئے ہیں جو نت نئے فتنوں کی صورت میں سر اٹھاتے رہتے ہیں۔ ان باہمی اختلافات میں کچھ تو سیاسی و اقتصادی نوعیت کے مسائل ہیں مگر اصل اختلافات اعتقادی ہیں جن کی بنیاد پر خلیجی ممالک عرب وعجم اور شیعہ سنی لڑائی میں جتے ہوئے ہیں، جن کی تازہ مثال یمن کا قضیہ ہے۔اس سے قبل یہی لڑائی شام میں لڑی جارہی ہے اور العیاذ باللہ اس کی شروعات پاکستان میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

☆ وطن عزیز میں جو کچھ ہورہا ہے اس کے ذمہ دار ہمارے موجودہ اور سابقہ عاقبت نا اندیش حکمران ہیں مگر یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ ہماری ہر حکومت مسئلہ کو حل کرنے کے بجائے اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے مصلحت پسندی اور منافقت سے کام لیتی رہی ہے۔ سیاسی مہروں کی اہمیت ہمیشہ سے رہی اور ہر ایک کو رہی۔ اب بھی کراچی، بلوچستان اور سندھ میں جو کچھ ہورہا ہے، اس کے ذمہ دار بھی ہمارے سیاستدان ہی ہیں۔آئے روز سیاسی جماعتوں سے وابستہ گینگ کے سرغنے اور دہشت گرد لوگ پکڑے جاتے ہیں اور ہر شخص کو یقین بھی ہوچکا ہے کہ یہی سیاسی کھلاڑی عوام کے خون سے کھلواڑ کررہے ہیں۔لیکن بڑی عجیب بات ہے کہ الیکشن میں ووٹ ڈالتے ہوئے ہم لوگ پھر انہی قومی مجرموں اور ان کے نمائندوں کو جتوا کر اسمبلیوں میں بھجوادیتے ہیں۔

پاکستان میں جاری مصلحت آمیز سیاست کی موجودگی میں نہ تو ملک میں تبدیلی ممکن ہے اور نہ اہل دیانتدار قیادت اوپر آسکتی ہے۔ یہاں وفاقی وزراء سے کونسلر تک اکثر لوگ ''دھندوں'' اور ''مافیا'' سے وابستہ ہیں۔ کراچی جس کو پاکستان کی بیک بون کہا جاتا ہے اس میں دہشت گردی کے ساتھ بھتے کا دھندا بھی عروج پر پہنچا ہوا ہے۔ یہ وہ جرم ہے جو چھپ چھپا کرنہیں علی الاعلان ہورہا ہے۔ دہشت گردی اور لاقانونیت کی ایک وجہ غربت اور جہالت بھی ہے غربت دہشت گردی اور کرپشن کی ماں بن چکی ہے۔ حکومت اگر منصوبہ بندی کرتی، سیاست، معیشت اور مذہب کو اپنے اقتدار کے لئے نہیں بلکہ عوام بھلائی کے لئے استعمال کرتی تو آج یہ حالات نہ ہوتے۔

روحانی سفر کا نقطۂ آغاز ۔ مجاہدۂ نفس

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

مرتبہ: محمد یوسف منہاجین / معاون: محمد شعیب بزمی

جب تک مسلمان اپنے فرض کی ادائیگی میں اللہ کی رضا کے حصول کو مقدم رکھتے ہوئے مصروف رہتا ہے تب تک اللہ تعالیٰ بھی اس کا ذکر کرتا اور اس پر خوش ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے حکم یہ ہے کہ مسلمان کی ساری زندگی رب کائنات کے راستے میں کوشش اور مجاہدہ کرتے ہوئے بسر ہو۔ جو لوگ ایسی زندگیاں گزارتے ہیں انہی کے لئے کامیابیوں کے نئے در وا کئے جاتے ہیں۔ اس کے لئے قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ایک اصولی بات ارشاد فرمائی:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا.

''اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (اور مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں''۔(العنکبوت:۶۹)

یعنی جو لوگ ہماری راہ میں، ہم تک پہنچنے، ہماری معرفت، رضا، قرب اور محبت کے حصول اور بندگی و عبدیت کی پختگی میں اپنی حتی المقدور سعی و کوشش اور تگ و دو کرتے ہیں، ہم یقیناً انہی پر اپنے سارے راستے کھول دیتے ہیں۔

سورۃ فاتحہ میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں سیدھے راستے کے طلب ہی کی دعا سکھائی ہے کہ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. (الفاتحہ:۵)

اس آیت مبارکہ کے درج ذیل چار طرح کے تراجم ہیں اور ہر ترجمہ ایک علیحدہ درجہ کی طرف اشارہ کرتا ہے:

۱۔ اس آیت مبارکہ کے پہلے ترجمہ میں پہلے درجہ کی نشاندہی ہے کہ ''اے اللہ ہمیں سیدھی راہ بتادے'' کہ سیدھی راہ کونسی ہے؟

۲۔ دوسرے ترجمے میں دوسرے درجہ کی نشاندہی ہے کہ ''اے اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھادے''۔

اس لئے کہ بتادینے کے باوجود بھی بھول جانے کا ڈر رہتا ہے۔ کسی مسافر کو سیدھا راستہ بتادیں کہ اس طرف جانا ہے، عین ممکن ہے کہ آگے دوراہے یا چوراہے پر جاکر وہ بھول جائے۔ پس زیادہ مضبوط ہدایت اور خیر یہ ہے کہ دعا میں عرض کیا جائے کہ باری تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ دکھادے۔ دکھانا، بتانے سے افضل اور زیادہ مضبوط و مستحکم ہے۔ اس لئے کہ انسان جب دیکھ لیتا ہے تو پھر پہچان ہوجاتی ہے اور بھولنے کا امکان کم رہ جاتا ہے۔

۳۔ اس آیت کے تیسرے ترجمہ میں تیسرے درجہ کی نشاندہی ہے کہ ''اے اللہ ہمیں سیدھی راہ پر چلادے''۔

بتانا، دکھانا اور چلانا تینوں درجات میں فرق ہے۔ چلانا ایسے ہے جیسے انگلی پکڑ کر چلایا جائے اور بھول

☆ (19-5-2006)(CD#431)

جانے کے تمام امکانات کا خاتمہ کردے۔ شیطان بھی سیدھی راہوں میں ہی بھٹکانے کے لئے بیٹھا ہوتا ہے۔قرآن مجید میں ہے کہ شیطان اپنے ارادہ کا اظہار یوں کرتا ہے کہ

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ.

’’میں (بھی) ان (افرادِ بنی آدم کو گمراہ کرنے) کے لیے تیری سیدھی راہ پر ضرور بیٹھوں گا (تاآنکہ انہیں راہِ حق سے ہٹا دوں)‘‘۔(الاعراف:۱۶)

گویا غلط راہوں پر تو شیطان بیٹھتا ہی نہیں ہے کیونکہ غلط راہوں پر چلنے والے تو پہلے ہی اس کی پارٹی کے ممبر ہیں، لہذا اُسے ان کی کوئی فکر ہی نہیں۔ اس کی فکر تو ان لوگوں کے بارے میں ہے جو سیدھی راہ پر چل رہے ہیں۔لہذا جب اللہ تعالیٰ سے درخواست کی جائے کہ ہمیں سیدھی راہ پر چلا دے تو اس میں ہدایت مستحکم ہوجاتی ہے اورسیدھے راستے پر قائم رہنا یقینی ہوجاتا ہے۔

۴۔ اس آیت مبارکہ کے چوتھے ترجمہ میں چوتھے درجہ کی نشاندہی ہے کہ ’’اے اللہ ہمیں اپنی منزل تک پہنچادے‘‘۔

یعنی ہمیں استقامت کے ساتھ اس صحیح راہ پر یوں چلا کہ استقامت بھی رہے اور منزل بھی نصیب ہوجائے۔ اس درجہ میں بندہ اللہ سے منزل پر پہنچنے کی بھی التجا کرتا ہے۔ پہلے تین تراجم میں بتانا، دکھانا اور چلانا کے الفاظ کے ذریعے صرف دعا کی گئی جبکہ اس درجہ میں خالی دعا نہیں بلکہ مجاہدہ کا صلہ بھی مانگا گیا ہے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔مراد یہ ہے کہ اللہ کی طرف جانے والی راہوں پر تو وہ پہلے ہی چل رہے ہیں، اسی لئے تو فرمایا: جَاهَدُوْا فِيْنَا. اب ان پر جو ہدایت واضح ہوگی، وہ یہ ہے کہ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہم ان پر وہ سارے راستے کھول دیں گے جو ہماری منزل تک آرہے ہیں کہ جس راہ سے چاہو ہم تک پہنچ جاؤ۔اتنی بڑی نعمت، احسان اور انعام اللہ تعالیٰ نے صرف مجاہدہ کے ساتھ متعلق کیا ہے کہ اگر مجاہدۂ نفس کا حق ادا کیا جائے، اسکے تقاضوں کو پورا کیا جائے تو پھر اللہ رب العزت تک رسائی، قربت اور معرفت کے ایک نہیں بلکہ کئی راستے انعام و احسان کے طور پر کھول دیئے جاتے ہیں۔

مشاہدہ درحقیقت مجاہدہ کا انعام ہے

حضور سیدنا غوث الاعظم نے غنیۃ الطالبین میں حضرت شیخ ابوعلی دقاق کا ایک قول روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے ظاہر کو مجاہدہ کے ذریعے آراستہ کیا، اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں اس کے باطن کو مشاہدہ کے ساتھ آراستہ فرمادے گا۔

یعنی جس نے مجاہدہ کے ظاہری تقاضے پورے کئے، اپنے اعمال کو درست کیا، فرائض کی ادائیگی میں غفلت چھوڑ دی، نماز پنجگانہ، روزہ، حج، زکوٰۃ میں کمر بستہ رہے، غیبت، چغلی، حرام، غفلت اور گناہوں کو ترک کیا، تقویٰ وطہارت اختیار کیا، الغرض جس شخص نے اپنے ظاہر کو حضور ﷺ کی سنت اور اتباع میں مجاہدہ کے ذریعے حسین اور آراستہ کیا، اللہ تعالیٰ اس کی جزاء میں اس بندے کے باطن کو مشاہدہ سے آراستہ فرمادے گا۔ یعنی بندے کا کام مجاہدہ ہے جبکہ مشاہدہ اُس مجاہدہ کے صلہ کے طور پر عطاءِ الٰہی ہے۔

ہماری غلطی یہ ہے کہ ہم بغیر مجاہدہ کے مشاہدہ کے طالب ہوتے ہیں۔ بغیر محنت و ریاضت، عبادات اور مجاہدہ کے ہر کوئی ایسی دعا اور وظیفہ کی تلاش میں ہے کہ حضور ﷺ کی زیارت ہوجائے۔۔۔کوئی چاہتا ہے کہ کوئی طریقہ بتادیں کہ اللہ کا قرب نصیب ہوجائے۔۔۔ کوئی چاہتا ہے کہ کوئی ایسی تدبیر بتادیں جس سے آقا علیہ السلام کی خوشنودی اور اللہ کی رضا نصیب ہوجائے۔۔۔

ہمیں اتنی سی بات کی بھی سمجھ نہیں کہ یہ ساری چیزیں مشاہدہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ جب تک آدمی اپنے ظاہر کو مجاہدہ میں ہی نہ ڈالے، ظاہر پر مجاہدہ وارد نہ کرے اور مجاہدہ کی شرطیں پوری نہ کرے، اس وقت تک اس کے باطن کو اللہ تعالیٰ مشاہدہ سے آراستہ نہیں فرماتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے۔ ہمارا رویہ یہ ہے کہ ہم وظیفوں کے ذریعے اس قانون کو توڑنا چاہتے ہیں کہ ایسا وظیفہ بتادیں جس سے اللہ کا قانون ٹوٹ جائے۔ افسوس یہ ہمارے نفس کی خواہشیں اور غفلتوں کو برقرار رکھنے کے طریقے ہیں۔ یہ بالکل اسی طرح ہے کہ جس طرح آج کل بچوں کو نالائق رکھنے کے لئے میٹرک، انٹرمیڈیٹ اور ماسٹر کی کتابوں کی گائیڈ بکس مل جاتی ہیں تاکہ اصل کتابیں نہ پڑھنی پڑیں اور پانچ سال کے پچھلے پرچوں کی روشنی میں لکھی ہوئی گائیڈ بک تیار کرلیں اور امتحان پاس کرلیں۔ اس سے طالب علم امتحان تو شاید پاس کرلے گا مگر علم میں پختہ اور مضبوط کبھی نہیں ہوگا۔ لہذا مشاہدہ کو بطور انعام حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ و ریاضت کی وادی سے گزرنا ہوگا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قانون مقرر کردیا ہے کہ وہ لوگ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہم ان کو مشاہدہ عطا کرتے ہیں۔ رستوں کا کھل جانا مشاہدہ ہے۔

منہاج القرآن کے زیر اہتمام گوشہ درود و حلقات درود کا قیام اور ہر ماہ مجلس ختم الصلوۃ علی النبی ﷺ کے اہتمام کا مقصد بھی یہی ہے کہ جہاں پر ایک طرف حضور نبی اکرم ﷺ پر ہدیہ درود و سلام کے ذریعے آپ ﷺ کی قربت نصیب ہو تو دوسری طرف طالبین قربتِ مصطفیٰ ﷺ اس قربت کے طریقے سیکھ کر جائیں کہ پردہ کیسے اٹھے گا۔۔۔؟ قربت کیسے نصیب ہوگی۔۔۔؟ نسبت کیسے پختہ ہوگی۔۔۔؟ زیارت کیسے ہوگی۔۔۔؟ کچہری کیسے نصیب ہوگی۔۔۔؟ حاضری کیسے ہوگی۔۔۔؟ محبوب ﷺ راضی کیسے ہوگا۔۔۔؟ محبوب ﷺ کی عنایتیں کیسے نصیب ہوں گی۔۔۔؟ محبوب ﷺ کی توجہ اور نظر کیسے نصیب ہوگی۔۔۔؟ اگر گوشہ درود میں حاضری دی، آئے، صرف ثواب لیا اور طریقہ کار نہ سیکھا تو گویا آپ نے نصف مقصد حاصل کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں آنے والے ایسے بنیں کہ پورا مقصد حاصل کرکے جائیں۔

ظاہر پر مجاہدہ کرنے، ظاہر کو مجاہدہ کی بھٹی میں تپانے اور مجاہدہ کی آری چلانے سے باطن میں مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ اسی لئے اولیاء کرام نے کہا کہ اللہ کی راہ پر چلنے والا اپنے سفر کی ابتداء اس وقت کرتا ہے جب وہ مجاہدہ کا آغاز کرتا ہے۔ ہم سب لوگ ابھی ابتداء میں بھی نہیں، ہمیں کیا خبر کہ انتہا کیا ہے اور کہاں ہے؟ جب تک ہم مجاہدہ کی بھٹی میں کودیں گے نہیں اس وقت تک ہم مبتدی یعنی ابتداء کرنے والے بھی نہیں ہیں۔ اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو لوگ ابتداء میں مجاہدہ نہیں کرتے، ان کو طریقت اور اس کی برکات کی ہوا تک بھی نہیں لگتی۔ یعنی سفر کی ابتداء میں خوب تیاری نہ کرنے کی وجہ سے انہیں راستوں کی معرفت تک بھی نصیب نہیں ہوئی۔

حضرت ابوعثمان المغربی نے فرمایا کہ اگر مجاہدہ و ریاضت کے بغیر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ اس پر راستہ کھول دیا جائے گا یا طریقت کا کوئی راز کھول دیا جائے گا یا معرفت کا کوئی پردہ اس پر سے اٹھادیا جائے گا یا عالم حقائق کا کوئی راز اسے دکھا دیا جائے گا تو وہ غلطی پر ہے۔ اس لئے کہ یہ ناممکن اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے خلاف ہے۔

آرام کس کا نصیب ہے؟

شیخ ابوعلی دقاقؒ کا ایک قول سیدنا غوث الاعظم نے غنیۃ الطالبین میں نقل فرمایا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص شروع میں مجاہدہ نہیں کرتا، اسے اپنے احوال یا سفر

کے آخر میں کبھی آرام نہیں ملے گا۔ آرام کا حقدار وہی ہے جس نے شروع میں کثرت سے ریاضت اور مجاہدہ کیا ہو۔

اگر ہم اپنے روزمرہ معاملات پر غور کریں کہ ہمیں آرام کہاں ملتا ہے؟ تو یہ بات واضح ہے کہ تمام امور کی ادائیگی اور مقصد حاصل کرکے منزل تک پہنچ کر ہی آرام نصیب ہوتا ہے۔ راستے میں کبھی آرام نہیں ہوتا۔ راستہ تو نام ہی اس شے کا ہے کہ جس میں بندہ چلتا رہے۔ جس میں بیٹھ گیا، آرام کیا وہ راستہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ آرام کی جگہ منزل ہے، کوئی منزل پر پہنچے گا تب اسے آرام ملے گا۔ گویا جو شخص اپنے سفر کے شروع میں مجاہدہ نہیں کرتا، اسے آخر میں آرام نہیں ملتا اور نہ کبھی منزل ملتی ہے کیونکہ منزل پر پہنچے گا تو پھر اللہ پاک اس کے لئے آرام کو حلال کردے گا۔ مسافر پر آرام حرام ہے اور منزل والوں کے لئے آرام اللہ کا انعام ہے۔

منزل کے آگے پھر ایک اور منزل ہے۔ اس منزل تک پہنچنے والے آرام سے نہیں بیٹھتے بلکہ وہ اگلی منزل کے لئے سفر شروع کردیتے ہیں، وہاں سے پھر اگلی منزل تک کا سفر شروع کردیتے ہیں۔ ایک طویل سفر ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا، مسلسل جاری رہتا ہے اور ہر شخص اپنے روحانی مقام و درجہ کے مطابق منازل طے کرتا اور آرام پاتا رہتا ہے۔

امراضِ نفس سے عدم آگہی کی غفلت

حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ اپنے احوال کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’میں اپنے نفس کے بارے میں 12 سال تک غافل رہا‘‘۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بارہ سال تک غفلت میں رہے اور انہوں نے عبادت نہیں کی۔ وہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ بارہ سال میں نے عبادت و ریاضت کی، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، تسبیح کی، ذکر و اذکار کیا، سفر کئے، بارہ سال عبادتیں کیں۔ غفلت یہ ہوئی کہ میں عبادتوں میں مصروف رہا مگر نفس میں جھانک کر نہیں دیکھا کہ اس کے اندر کیا کیا خرابیاں ہیں؟ ان خرابیوں کے علاج کی طرف متوجہ نہیں ہوا، مراقبہ نہیں کیا کہ نفس کے احوال، امراض اور نفس کے اندر چھپی ہوئی بیماریوں سے آگاہی ہو۔

ہم میں سے ہر شخص اس غلط فہمی میں مبتلا رہتا ہے۔ ہم تسبیح کرتے رہتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں، تہجد پڑھتے ہیں، ذکر و اذکار کرتے اور حلقات میں بیٹھتے ہیں، سارا کچھ کرتے ہیں مگر ہم اپنے نفس میں جھانک کر اس کا ملاحظہ نہیں کرتے کہ نفس کا حال کیا ہے؟ ہم نے سمجھ لیا ہے کہ نوافل زیادہ پڑھنا، تسبیح کرنا، ذکر و اذکار کرنا بس یہی تصوف، روحانیت اور ولایت کی اصل راہ ہے، یہ ایک مغالطہ ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ اسی بات کی نشاندہی کررہے ہیں کہ میں نے 12 سال عبادت کی مگر نفس کے بارے میں غافل رہا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ثواب تو ملتا رہا مگر روحانی ترقی نہ کرسکا۔ جیسے ایک بیل کو آپ کسی جگہ باندھ دیں، وہ اس جگہ کے اردگرد چکر لگاتا رہے، وہ مصروف سفر بھی ہے مگر راستہ طے نہیں ہورہا۔ اسی طرح سفر کرکے بندہ تھک بھی جاتا ہے مگر وہ رہتا وہیں کا وہیں ہے اور اس کا روحانی درجہ نہیں بڑھتا۔

ہم میں سے بہت لوگ اس حال میں مبتلا ہیں کہ ساری زندگی عبادت میں بسر کرکے روحانی اعتبار سے وہیں کھڑے رہتے ہیں، ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اتنی عبادت کی، اتنی تسبیحات کیں، اتنے ذکر اذکار کئے، اتنے میلاد پاک کئے، اتنے صدقات و خیرات کئے، اتنے نیک کام کئے اب شاید میری روحانی ترقی ہوگئی ہوگی، لیکن ایسا نہیں ہوتا، ان سب چیزوں کا اجر و ثواب ہے اس لئے کہ اللہ پاک کسی شے کا ثواب ضائع نہیں کرتا مگر اس کا روحانی درجہ وہی رہا۔ اللہ کی معرفت، طریقت، روحانیت، تصوف اور حقیقت کی راہوں میں وہ جو پہلے دن تھا، اسی طرح رہا۔ اس کی مثال اس بیل کی طرح ہے جو

کنوئیں کے اردگرد سالہا سال چکر لگاتا رہا، اس کا وہی راستہ اور وہی منزل ہے، آگے کہیں نہیں بڑھ سکا۔

پس نفس میں غور کرنے سے ہی روحانی ترقی کا سفر شروع ہوتا ہے۔ نفس کے امراض کی تشخیص کے لئے میری کتاب ''سلوک وتصوف کا عملی دستور'' کا مطالعہ کریں اور اس کے علاج کے لئے ''الفیوضات المحمد یہ ﷺ'' کو شامل مطالعہ کریں۔ یہ دونوں تشخیص اور علاج کے لئے بہت عظیم روحانی کتابیں ہیں۔ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ نفس کس حال میں ہے۔۔۔؟ ہمارے نفس کی خرابیاں کیا ہیں۔۔؟ ان کا ظہور ہماری زندگی میں کس کس طرح ہوتا ہے۔۔؟ انسان کو چاہئے کہ وہ ریاضت و مجاہدہ معلوم کرے کہ نفس کیا کیا مکرو فریب کرتا ہے۔ نفس کی خرابی میں جھوٹ، غیبت، چغلی، مال کا حرص، زیادہ کمانے کا لالچ، عدم قناعت، عدم استغناء، عجلت پسندی، بے صبری، بغض، کینہ، حسد، تکبر، رعونت، عدمِ برداشت شامل ہیں۔ جب انسان ان چیزوں کو محسوس کرتا ہے کہ یہ برائیاں میرے اندر ہیں تو انہی احساسات کے ذریعے اسے معرفت تک پہنچنا چاہئے کہ یہ میرے نفس کی کیفیات اور اثرات ہیں۔ جب نفس کی کیفیات اور امراض سے باخبر ہو تو اس کے علاج کی طرف متوجہ ہو۔ یہ وہ راستہ ہے جہاں سے طریقت کے دروازے کھلتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ 12 سال کی عبادتوں کے بعد میں نفس کی خرابیوں کو مراقبہ کے ذریعے جاننے میں 6 سال تک مصروف رہا اور نفس کے امراض کو اچھی طرح پہچانا۔ ان امراض اور احوال کو پہچاننے کے بعد میں نے مزید بارہ سال مجاہدہ کیا۔ اس طرح باطن کو صاف کرنے، قلب کو خطرات سے پاک کرنے اور نفس کے امراض دور کرنے کے لئے 30 سال عبادات، مراقبہ اور مجاہدہ میں صرف کئے۔ تب جاکر میں نے دیکھا کہ نفس کی کچھ برائیاں ابھی بھی قائم ہیں۔ پھر مزید پانچ سال مجاہدات و ریاضات میں لگائے اور بالآخر 35 برس کے بعد میرے نفس کا بھی کامل علاج ہوگیا، میرے قلب کا بھی کامل علاج ہوگیا، میرے باطن اور میرے سِر کو بھی کامل شفاء نصیب ہوگئی۔

اس 35 سال کی مشقت کے بعد مجھ پر یہ کشف ہوا کہ اب الحمدللہ مخلوق میرے باطن میں مردہ ہوگئی ہے یعنی دنیاوی مال و دولت، پیسوں کی ریل پیل، عزت، جاہ و منصب، تعظیم وتکریم، شان و شوکت یہ تمام میرے اوپر اثر انداز نہیں ہوسکتے۔ اب ان کا کوئی اثر میری زندگی اور میرے باطن پر نہیں ہے۔ اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس سے مجاہدہ نفس کے راستے کی طوالت کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتنا طویل سفر ہے۔

مجاہدہ و ریاضت کی بنیاد

حضرت جنید بغدادی نے اپنے شیخ حضرت سری سقطیؒ کا قول روایت کیا ہے کہ ''قبل اس کے تم میری حالت کو پہنچ جاؤ (یعنی جس بڑھاپے و معذوری کو میں پہنچ گیا ہوں) وقت ہے کہ جوانی میں کوشش ومجاہدہ کرلو۔ ورنہ آخری عمر میں تم کمزور ہوجاؤ گے اور اسی طرح قاصر اور محروم ہوجاؤ گے جیسے میں قاصر اور محروم رہ گیا ہوں''۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ''حضرت سری سقطیؒ نے یہ بات اس وقت کہی کہ جب آپ عبادت ومعرفت اور ولایت کے اس درجے پر تھے کہ شاید کوئی بھی ان تک نہیں پہنچ سکتا تھا''۔

ان کی وساطت سے یہی بات میں کارکنان و رفقاء تحریک اور ہر دردِ دل رکھنے والے مسلمان سے کہتا ہوں کہ آیئے ہم اپنے احوال کو سنوارنے کی طرف متوجہ ہوں، اس وقت سنبھل جائیں اور محنت کریں، اتنی محنت کریں کہ نقصان سے باہر نکل سکیں۔ مجاہدہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں پر رکھی ہے:

۱۔ فاقہ کے بغیر کھانا نہ کھاؤ یعنی جب تک خوب بھوک نہ لگے اُس وقت تک کھانا نہ کھاؤ۔

۲۔ جب تک نیند کا خوب غلبہ نہ ہو، سونے نہ جائیں۔

۳۔ جب تک اشد ضرورت نہ ہو، مت بولیں۔

یہ تین چیزیں اپنے اوپر لازم کرلیں۔ اگر اشد ضرورت کے بغیر نہ بولنے ہی کی پابندی کرلی جائے تو ساری غیبتوں کے سر یہیں قلم ہوجائیں۔ چغلی، غیبت، شر، فتنہ و فساد یہ سب بلا ضرورت اور حد سے زیادہ بولنے ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کسی عظیم مشن میں کام کرنے والوں کے لئے لازم ہے کہ وہ کم بولنے کی عادت کو اپنائے۔ جو لوگ مسند ارشاد پر فائز ہوجاتے ہیں ان کی ڈیوٹی لگ جاتی ہے کہ وہ مخلوق کو دعوت دیں، حق کی طرف بلائیں اور راہ حق دکھائیں۔ ان کے لئے ایک ایک لفظ بولنا خیر، آقا علیہ السلام کی سنت اور عبادت ہوجاتا ہے۔ جو لوگ اس حال پر قائم نہیں ہوتے، ان کے بولنے میں 90 فیصد گناہ، لغو، فضول اور بے مقصدیت ہوتی ہے، خیر اور نصیحت نہیں ہوتی۔

اسی طرح نفس کے علاج کے لئے ضروری ہے کہ وہ بھوک کے بغیر کھانا نہ کھائے۔ اسی طرح جو مبتدی ابھی حال کو نہیں پہنچا اور ابھی قال میں ہے، اس کے لئے نیند شر ہے اور جو صاحبِ حال ہے، اس کے لئے نیند خیر اور نعمت ہے۔ محروم اور مبتدی کے لئے نیند غفلت ہے اور صاحب حال کے لئے نیند جائے مشاہدہ و کشف ہے۔ جب حال بدل جاتا ہے تو پھر اس وقت ضابطے بدل جاتے ہیں۔ مسافروں کے لئے نیند حرام ہے اور منزلوں پر پہنچنے والوں کے لئے نیند اللہ کا انعام ہے۔ انہیں نیند میں مشاہدات ہوتے ہیں، ہم کلامیاں ہوتی ہیں، کرامات ہوتی ہیں، دروازے کھلتے ہیں۔ نیند ان کے لئے حصول اور وصال کا ذریعہ بنتی ہے۔ جبکہ مبتدی اور مسافروں کے لئے نیند غفلت اور راستے میں رہ جانے کا ذریعہ بنتی ہے۔

عوام کا مجاہدہ، ذمہ داریوں کی ادائیگی

کارکنان، رفقاء، طلبہ اور عام لوگوں کے مجاہدہ کی ابتداء یہ ہے کہ جو فرائض اور اعمال ان کے سپرد کئے گئے ہیں انہیں صدق و اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ پوری تندہی سے انجام دیتے رہیں۔ یہ ابتدائے مجاہدہ ہے۔ جو کارکن احیائے اسلام اور تجدید دین کے اس مشن میں مختلف ذمہ داریوں پر فائز ہیں، وہ ہمیشہ باوضو رہیں۔ نیک نیتی اور جان و دل کے ساتھ جتنا وقت زیادہ سے زیادہ دے سکتے ہیں اس کو حضور علیہ السلام کی نوکری سمجھ کر سرانجام دیتے رہیں۔ جن کے ذمے جو ذمہ داریاں ہیں ان کو صدق نیت اور اخلاص سے تکمیل تک پہنچائیں۔ نماز و دیگر مذہبی فرائض کی پابندی کریں۔ تنظیمی، تحریکی، دعوتی، تربیتی، دینی، مذہبی اور اخلاقی و روحانی جس طرح کی بھی ذمہ داریاں آپ پر ہیں، ان کو پورا کریں، یہ مجاہدہ کی ابتداء ہے۔

خواص کا مجاہدہ، اصلاح اخلاق

جو لوگ خواص ہیں، ان میں سے جو چاہیں وہ ایک قدم اور آگے بڑھیں بشرطیکہ پہلے ان تمام مذکورہ ذمہ داریوں کو پورا کرلیں۔ خواص کا مجاہدہ یہ ہے کہ وہ اپنے احوال کا تصفیہ کریں۔ اپنے حال کو صاف ستھرا کریں۔ اس لئے کہ شب بیداری کرلینا بھی آسان، نمازیں پڑھ لینا اور تسبیح پڑھ لینا بھی آسان ہے حتی کہ بھوک اور پیاس برداشت کرلینا بھی آسان ہے مگر روحانیت، طریقت، تصوف اور اللہ کی معرفت کی راہ کی طرف جانے کے لئے مشکل ترین کام برے اخلاق کا علاج کرنا ہے۔ تمام روحانی امراض کا علاج حسنِ اخلاق کو اختیار کرنے اور برے اخلاق سے اجتناب کرنے میں مضمر ہے۔ اخلاق یہ ہے کہ آپ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔۔۔ آپ سے کسی کا دل نہ ٹوٹے۔۔۔ آپ کے آنے سے کسی کو اذیت نہ ہو۔ یہ بہت مشکل اور دشوار

ہے۔ اگر اس پر قابو پالیں تو حالات سنور جائیں گے۔

تصوف، طریقت، روحانیت اور ولایت کی بنیاد عبادات پر نہیں بلکہ اخلاق کی اصلاح پر ہے۔ عبادات کو پورا کرنا تو فرائض دین اور شریعت کا حصہ ہے، انہیں طریقت، روحانیت اور ولایت کی راہ کی طرف چلنے سے پہلے پورا کرلینا ضروری ہے۔ اگر اللہ کی معرفت کی طرف چلنا ہوتو اصل بات یہ ہے اخلاق درست کریں۔ اخلاق درست کرنے میں کھانے کی شرط ''فاقہ'' ہے۔۔۔ نیند کی شرط ''غلبۂ نیند'' ہے۔۔۔ بولنے کی شرط ''اشد ضرورت'' ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اخلاق کی درستگی، لوگوں سے برتاؤ اور دل و دماغ سے مثبت و بامعنی سوچنا اور پھر اس پر عمل کرنا ناگزیر ہے۔

درود پاک کی کثرت کیا کریں، گوشہ درود و حلقات درود میں باقاعدگی سے حاضر ہونے کو معمول بنائیں۔ اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ درود پاک کی برکت سے برے اخلاق اور برے احوال کو اندھیرے سے نکال کے نور کی طرف لے جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا.

''وہی ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی، تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائے، اور وہ مومنوں پر بڑی مہربانی فرمانے والا ہے''۔ (الاحزاب: ۴۳)

اللہ تعالیٰ کثرت سے ذکر کرنے والوں پر درود بھیجتا ہے اور درود اس لئے بھیجتا ہے تاکہ درود کے ذریعے وہ انہیں اندھیروں سے نکال کے نور کی طرف لے جائے۔ اس آیت کریمہ سے جو خاص نکتہ اور معرفت مجھے نصیب ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ درود پاک کے اندر یہ برکت اور خوبی ہے کہ وہ اندھیرے سے نکال کے نور کی طرف لے جاتا ہے۔ دعا گو ہوں کہ وہ تمام راستے جن کا ذکر کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان پر ہمارا چلنا اور استقامت کے ساتھ چلتے رہنا آسان فرمادے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

اظہار تعزیت

گذشتہ ماہ محترم ڈاکٹر محمد ارشد نقشبندی (اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج نارووال) کی والدہ محترمہ، محترم تاج الدین کالامی (سینئر ریسرچ سکالر) کی ہمشیرہ، محترم ڈاکٹر محمد سلیم اعوان (ایڈمن آفیسر گرلز کالج بغداد ٹاؤن) کی ساس صاحبہ، محترم قاری حسنین فرید (نائب ناظم تربیت) کے والد محترم، محترم محمد منہاج الدین قادری (نائب ناظم تربیت) کے کزن شیخ آفتاب احمد، محترم علامہ نور احمد (ڈائریکٹر اسلامک سنٹر ناروے) کے دادا سسر محترم جلال احمد چیمہ (سمبڑیال۔ سیالکوٹ)، محترم محمد اشرف تارڑ (فاروق آباد) کی پھوپھو جان اور چچا جان، محترم حاجی محمد یعقوب کمبوہ (نارووال) کی والدہ محترمہ، محترم مظہر علی (الیکٹریشن مرکزی سیکرٹریٹ) کے تایا جان، محترم حاجی محمد نذیر (نور پور پاکپتن) کے بھائی حاجی محمد حنیف بدر، محترم محمد شفیق (فوٹو کاپیئر مرکز) کی خالہ جان (فیصل آباد)، محترم محمد حنیف قریشی (لالہ موسیٰ) کے بڑے بھائی، محترم محمد یونس (لالہ موسیٰ) کی ہمشیرہ، محترم محمد عاصم شہباز (لیکچرار کالج آف شریعہ) کے والد محترم اور محترم فیض الحسن شاکر (سعودی عرب) کے والد محترم (کچھی والا۔ فورٹ عباس) قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی بخشش ومغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

زکوٰۃ فضیلت و اہمیت

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

زکوٰۃ اسلام کے اقتصادی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ زکوٰۃ کے حکم کے پیچھے یہ فلسفہ کارفرما ہے کہ اسلامی حکومت پورے معاشرے کو ایسا اقتصادی و معاشی نظام، طرز زندگی اور سماجی ڈھانچہ مہیا کرے جس سے حرام کمائی کے راستے مسدود ہوجائیں اور رزق حلال کے دروازے کھلتے چلے جائیں۔ اس لئے شریعت مطہرہ نے ہر صاحب مال پر یہ فریضہ عائد کیا کہ وہ سالانہ بنیادوں پر اپنے جمع شدہ اموال پر اڑھائی فی صد کے حساب سے مال نکال کر اجتماعی طور پر حکومت کے بیت المال میں جمع کراوئے تاکہ وہ اسے معاشرے کے نادہندہ اور محتاج افراد کی ضروریات پوری کرنے پر صرف کرسکے۔ اس شرح سے اگر سب اہل ثروت اور متمول افراد اپنے سال بھر کے اندوختہ و زرومال سے اپنا حصہ نکالتے رہیں تو اس طرح نہ صرف ان کی کمائی حلال اور ان کا مال و متاع آلائشوں سے پاک و صاف ہوجائے گا بلکہ معاشرے میں پائی جانے والی معاشی ناہمواریاں بھی از خود دور ہوتی رہیں گی۔ اگر یہ سوچ افراد معاشرہ کے قلوب و اذہان میں جاگزیں ہوجائے تو پوری زندگی میں حلال و حرام کی حدیں متعین ہوجائیں گی اور اجتماعی حیات کے احوال و معاملات سنور جائیں گے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ نظام صلوٰۃ اور نظام زکوٰۃ کا قیام اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ ایک سے انسان کی روحانی ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے تو دوسرے سے اس کی مادی ضرورتوں کی کفالت کی ضمانت میسر آتی ہے۔ ایک اسلامی معاشرہ افراد کی روحانی اور مادی تقاضوں کی تکمیل کے بعد ہی جنم لیتا ہے جس کے نتیجے میں نیکیوں اور اچھائیوں کو فروغ ملتا ہے اور اس کے اندر پائی جانے والی برائیوں کا قلع قمع ہوجاتا ہے۔

اسلام محض مسجد و منبر تک محدود نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ دینِ اسلام فقط روحانیات، طریقت تصوف، محاسبہ نفس پر بحث نہیں کرتا بلکہ اس کے نزدیک دین و دنیا لازم و ملزوم ہیں۔ دنیا اس انسان کے لئے ایک امتحان گاہ ہے جہاں وہ ایک طرف اپنے مادی ضروریات زندگی کے لوازمات کو اسلام کے قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھ کر بسر کرے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول کو اپنی زندگی کا شعار اور مرکز و محور بنائے۔ دوسری طرف اسلام نے انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے ہوئے فرائض منصبی کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ معاشرے میں گزر بسر کے لئے معاشی وسائل اور مصارف کو بھی موضوع بحث بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے دولت کو صرف معاشرے کے ایک متمول اور جاگیردار طبقہ کے ہاتھ میں مرتکز کرنے سے منع فرمایا ہے۔ دولت کو اس کے مستحقین تک پہنچانے کی غرض و غایت بیان کرتے ارشاد فرمایا:

كَیۡ لَا یَكُوۡنَ دُوۡلَةً ۭ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡكُمۡ. (الحشر:۷)

''(یہ نظامِ تقسیم اس لیے ہے) تاکہ (سارا مال صرف) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا رہے (بلکہ معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے)''

امراء اور سرمایہ دار سانپ بن کر اس خزانہ پر قبضہ نہ جمائے رہیں۔ دولت کا چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ جانے سے معاشرے کے استحکام، ترقی، خوشحالی اور معاشی صورتحال کو شدید نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارتکاز دولت کی اس منفی سوچ و رویہ کا قلع قمع کرنے کے لئے زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور تحائف جیسے جائز امور عطا فرمائے۔ اگر ہم اپنا مال و دولت اور نقد و زر کو اسلام کے ان جائز ذرائع کے ذریعے استعمال کریں گے تو دولت معاشرے کے بااثر افراد کے شکنجے سے نکل جائے گی اور بلاتفریق اس کے اثرات ہر خاص و عام تک پہنچیں گے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بدولت معاشرے کے لاچار اور مفلس لوگوں کے لئے ترقیاتی اور رفاہی کاموں کے نیٹ ورک قائم ہوں گے۔ زکوٰۃ معاشرے کے قبیح اور رذیل ذرائع کے خلاف ایک موثر ترین ہتھیار ہے۔

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن

زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے۔ زکوٰۃ معاشرے کی غربت سے پسے ہوئے نادار، یتیموں اور دیگر مصارف کے لئے خوشحالی اور ترقی کی ضامن ہے اور جب پورا معاشرہ اس غربت و افلاس اور تنگدستی سے نجات حاصل کرے گا تووہ معاشرہ ایک ترقی یافتہ اور ایک مثالی معاشرہ متصور ہوگا۔ زکوٰۃ کی افادیت واہمیت کا اندازہ اس بات سے لگاسکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جابجا نماز، آخرت اور روزہ کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا۔ قرآن پاک میں ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ. (البقرہ: ۲۷۷)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے اور نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے، اور ان پر (آخرت میں) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے''۔

زکوٰۃ دینے سے مال میں پاکیزگی اور برکت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مال کو دوگنا کردیتا ہے۔ اس میں خیر و برکت کا عمل دخل ہوتا ہے لیکن آج بھی بعض صاحب استطاعت لوگ اس کی ادائیگی میں عمداً چشم پوشی کرتے ہیں اور حیلے بہانے تراشتے ہیں اور نصاب زکوٰۃ کو نظر انداز کرتے ہیں۔ ان کے لئے آخرت میں ہلاکت کا سامان ہے۔ زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت میں منکرین زکوٰۃ کے خلاف اعلان جہاد کیا اور اسلام کے اس عظیم ستون کی بالا دستی کو قائم و دائم رکھا۔

زکوٰۃ کی عدم ادائیگی کے مرتکب لوگوں کو آخرت کا منکر بھی قرار دیا گیا۔ ارشادفرمایا:

اَلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ.

''جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہی تو آخرت کے بھی منکر ہیں''۔ (حم السجدہ، ۴۱:۷)

جو صاحب ثروت اور صاحب استطاعت لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کے احکامات کو پس پشت رکھتے ہیں اور حکم عدولی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے خلاف سخت عذاب کی وعید سنائی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ كَثِیۡرًا مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَالرُّهۡبَانِ لَیَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَیَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیۡنَ یَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا یُنۡفِقُوۡنَهَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ. (التوبہ، ۹: ۳۴)

''اے ایمان والو! بے شک (اہلِ کتاب کے) اکثر علماء اور درویش، لوگوں کے مال ناحق (طریقے سے)

کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں (یعنی لوگوں کے مال سے اپنی تجوریاں بھرتے ہیں اور دین حق کی تقویت و اشاعت پر خرچ کیے جانے سے روکتے ہیں)، اور جو لوگ سونا اور چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں‘‘۔

اسی طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے عدم ادائیگی زکوۃ پر لوگوں کو روز محشر ان کے اموال کے ساتھ سخت حشر کرنے کی وعید بھی بیان کی:

يَّوۡمَ يُحۡمٰى عَلَيۡهَا فِىۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوٰى بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ ؕ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ. (التوبه، ۹: ۳۵)

’’جس دن اس (سونے، چاندی اور مال) پر دوزخ کی آگ میں تاپ دی جائے گی پھر اس (تپے ہوئے مال) سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور ان سے کہا جائے گا) کہ یہ وہی (مال) ہے جو تم نے اپنی جانوں (کے مفاد) کے لیے جمع کیا تھا سو تم (اس مال کا) مزہ چکھو جسے تم جمع کرتے رہے تھے‘‘۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

حضور نبی اکرم ﷺ نے صاحب استطاعت کو آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو مال و دولت کی فراوانی سے نوازا اور تم اس چیز پر فخر محسوس نہ کرو کہ اصل مالک میں ہی ہوں بلکہ یہ دولت تمہارے لئے عطائی ہے کسی وقت بھی تمہارا رب تجھ سے دوبارہ چھین سکتا ہے لہذا تمہارا فرض ہے کہ ان اموال میں سے کچھ حصہ معاشرے کے مفلس لوگوں پر خرچ کرو تاکہ تمہارے مال میں خیرو برکت ہو۔

☆ آقا علیہ السلام نے زکوۃ کے مستحقین اور صاحب زکوۃ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

توخذ من اغنياء هم فترد على فقراء هم. (متفق عليه)

’’زکوۃ ان کے امیروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں پر لوٹا دی جائے گی‘‘۔

☆ حضور نبی اکرم ﷺ نے زکوٰۃ کی ادائیگی کو مال سے شر اور فساد ختم ہوجانے کی ضمانت قرار دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنۡ أَدّٰى زَكَاةَ مَالِهِ فَقَدۡ ذَهَبَ عَنۡهُ شَرُّهُ.

(اخرجه ابن خزيمة فى الصحيح، ۴/۱۳، الرقم: ۲۲۵۸)

’’جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی، اس مال کا شر اس سے جاتا رہا‘‘

☆ حرام مال سے زکوۃ کی ادائیگی ثواب نہیں بلکہ ہلاکت کا موجب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَدَّيۡتَ الزَّكَاةَ فَقَدۡ قَضَيۡتَ مَا عَلَيۡكَ، وَمَنۡ جَمَعَ مَالًا حَرَامًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمۡ يَكُنۡ لَهُ فِيۡهِ أَجۡرٌ، وَكَانَ أَجۡرُهُ عَلَيۡهِ.

(اخرجه ابن خزيمة فى الصحيح، ۴/۱۱۰، الرقم: ۲۴۷۱)

’’جب تو نے (اپنے مال کی) زکوٰۃ ادا کر دی تو تو نے اپنا فرض ادا کردیا۔ اور جو شخص حرام مال جمع کرے پھر اسے صدقہ کردے اسے اس صدقہ کا کوئی ثواب نہیں ملے گا بلکہ اس کا بوجھ اس پر ہوگا‘‘

☆ حضور نبی اکرم ﷺ نے زکوۃ و صدقات کی ادائیگی کو ایک طرف مال و دولت کی حفاظت کا سبب قرار دیا اور دوسری طرف صدقہ کی ادائیگی کو موذی امراض کا بہترین علاج اور مصائب کے ٹلنے کا بھی باعث قرار دیا۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

حَصِّنُوۡا أَمۡوَالَكُمۡ بِالزَّكَاةِ، وَدَاوُوۡا أَمۡرَاضَكُمۡ بِالصَّدَقَةِ، وَاسۡتَقۡبِلُوۡا أَمۡوَاجَ الۡبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ

وَالتَّضَرُّعِ. (اخرجہ ابوداود فی السنن، کتاب: المراسیل: ۱۳۳)

''اپنے مال و دولت کو زکوٰۃ کے ذریعے بچاؤ اور اپنی بیماریوں کا علاج صدقہ کے ذریعے کرو اور مصیبت کی لہروں کا سامنا دعا اور گریہ و زاری کے ذریعے کرو۔''

اسلام معاشرے کے تمام افراد کے مصائب و آلام اور مشکلات کا حل اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔ وہ اپنی ذات کی بجائے دوسرے پر خرچ کرنا، دوسروں کی عزتِ نفس کی حفاظت کرنے کو زیادہ فوقیت دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ.

''اور اپنی جانوں پر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اِنہیں شدید حاجت ہی ہو''۔ (**الحشر: ۹**)

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ اور صحابہ کرام و ائمہ اسلاف کی حیات مبارکہ پر اگر نظر دوڑائی جائے تو ہمیں جابجا اس ضمن میں ایثار و قربانیوں کی لازوال داستانیں نظر آتی ہیں۔ معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری ہے کہ دولت کے بہاؤ کا رخ دولت مندوں سے غریبوں کی طرف ہو اور اس کا مستقل انتظام زکوۃ کی صورت میں ہی ممکن ہے۔ اگر معیشت کو اسلام کے نظام زکوۃ کے ذریعے معاشرے کی کماحقہ بنیادوں پر استوار کیا جائے اور نظام زکوۃ کے عمل کو اوپر سے نچلی سطح تک منظّم، مربوط اور مستحکم کیا جائے تو اسلام کے اس روشن اصول کے ذریعے معاشرے سے تنگدستی اور غربت کے اندھیروں کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ.

''اور اُن کے اموال میں سائل اور محروم (سب حاجتمندوں) کا حق مقرر تھا''۔ (**الذاریات: ۱۹**)

آج کے دور میں ضرورت اس امر کی ہے کہ نظام زکوۃ کو منظّم و مربوط طریق سے فعال کیا جائے تا کہ اس کے فوائد وثمرات سے حقدار لوگ صحیح معنوں میں مستفید ہوسکیں۔

رمضان المبارک

خصوصیات، عبادات، تقریبات انعامات اور سماجی اثرات

پروفیسر محمد الیاس اعظمی☆

اللہ تعالیٰ نے اپنی شاہکار تخلیق انسان کو جسم اور روح سے مرکب کیا ہے۔ یہ اس کی کمال قدرت ہے کہ اس نے ان دونوں عناصر کی پرداخت و پرورش اور ان کی تقویت کے لئے بھی سامان کیا ہے۔ مادی جسم کی صحت و سلامتی اور بودو باش کے لئے مادی اسباب کو پیدا کیا جب کہ روح کو اجلا کرنے اور طاقت ور بنانے کے لئے روحانی اسباب مقرر کئے۔ یوں انسان کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور صحت کے ذریعہ اسے زندگی کی مختلف کیفیات سے لذت آشنا کیا ہے۔

نفس انسانی کی ظاہری و باطنی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام سلام اللہ علیہم اجمعین کی وساطت سے جو نظام عبادات دیا ہے اگر انسان کماحقہ ان پر عمل پیرا ہو تو انسان رشک ملائکہ بن جاتا ہے۔ یوں تو اسلام کی ہر عبادت اپنے اندر بے پناہ اسرار و رموز رکھتی ہے مگر ان سب میں سے روزہ ایک ایسی عبادت اور عمل ہے جو کئی اعتبارات سے دیگر عبادات کے مقابلہ میں انفرادیت کا حامل ہے۔ علاوہ ازیں روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے متعلق قول باری تعالیٰ کو سرور دو عالم ﷺ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: يَقُوْلُ اللهُ تَعَالَى: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ فَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَ أَنَا أَجْزِي بِهِ إِنَّهُ يَتْرُكُ الطَّعَامَ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي وَيَتْرُكُ الشَّرَابَ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي فَهُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ. (الدارمی، السنن، ۲/ ۴۰۱، ۱۷۷۰)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے۔ سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا عطا کرتا ہوں، یقیناً وہ (روزہ دار) کھانا اور شہوت نفسانی کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے اور اپنا پینا اور شہوت میری وجہ سے ترک کرتا ہے، پس وہ (روزہ) میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا عطا کرتا ہوں۔''

امام غزالی (۵۰۵ھ) ''کیمیائے سعادت'' میں مذکورہ حدیث کا مفہوم واضح کرتے ہوئے روزے کی حکمتوں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

روزہ کی عظیم ترین فضیلت تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اسے اپنی ذات سے منسوب فرمایا ہے اور بالوضاحت ارشاد فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا بھی میں خود ہی دوں گا یعنی اگرچہ ہر عبادت خدا ہی کے لئے ہے لیکن روزہ کی تخصیص ایسی ہی ہے جیسے کہ کعبہ کو اپنا گھر کہا ہے حالانکہ ساری دنیا اسی کی ہے۔ روزہ دار کی دو

☆ کالج آف شریعہ منہاج یونیورسٹی

خصوصیات ایسی ہیں جو اسے اس نسبت کا مستحق ٹھہراتی ہیں:

۱۔ روزہ کی حقیقت خواہش نہ کرنا ہے اور یہ باطنی خصوصیت ہے جو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کی ریاکاری کو دخل نہیں ہوتا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا دشمن ابلیس ہے اور شہوات اس کا لشکر ہیں۔ روزہ شیطان کے لشکر کو شکست دے دیتا ہے کہ اس کی حقیقت ہی ترک شہوات ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کے اندر ایسے رواں دواں رہتا ہے جیسے کہ خون اس کے اندر رواں دواں رہتا ہے پس چاہئے کہ بھوک کے ذریعہ اس کا راستہ تنگ کردیا جائے۔ نیز فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے جو گناہوں کے وار سے پناہ دیتی ہے۔

الشیخ سید علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخشؒ ''کشف المحجوب'' میں لکھتے ہیں:

''روزہ ایک باطنی عبادت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے کہ ظاہر سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور کسی غیر کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کی جزا بھی بے حد رکھی ہے''۔

حدیث قدسی اور اس کی مستند تشریحات سے واضح ہوا کہ تمام عبادات اسلامیہ میں سے روزہ ایک اہم ترین اور ممتاز عبادت ہے۔ دین اسلام میں روزہ کی تاریخ اور اس کے پس منظر سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً نبی اکرم ﷺ ہر مہینہ میں تین روزے ایام بیض یعنی چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو رکھا کرتے تھے۔ بعد میں محرم الحرام کے ابتدائی دس یوم کے روزے رکھتے تھے۔ صحابہ کرامؓ بھی آپ ﷺ کے عمل مبارک کو دیکھ کر روزے رکھتے تھے تاآنکہ ماہ رمضان کے پورے مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے گئے۔ ارشاد فرمایا:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.

''اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ''۔ (البقرہ،۲:۱۸۳)

دین محمدی کے علاوہ پہلے سے موجود الہامی مذاہب یہودیت اور مسیحیت اور غیر الہامی مذاہب مثلاً بدھ مت، وغیرہ کی تاریخ اور ان کے موجود مذہبی لٹریچر کی روشنی میں اگر روزے کا تاریخی پس منظر دیکھا جائے تو ان کے ہاں بھی روزہ بطور عبادت پایا جاتا تھا اور ان کتب میں آج بھی اس کے بارے میں احکام پائے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں روزے کی حکمت اور فلسفہ قرآن مجید نے تقویٰ و پرہیزگاری کو قرار دیا ہے۔

رمضان کو خاص کرنے کی حکمت

سال کے تمام مہینے اور دن اللہ تعالیٰ کے ہیں تو پھر ماہ رمضان کو ہی روزوں کے لئے خاص کیوں کیا گیا ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی نے ''غنیۃ الطالبین'' میں ابوعمرو بن العلاء کا قول نقل کیا ہے کہ

''رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس مہینہ میں اونٹ کے بچے گرمی کی وجہ سے جھلس جاتے ہیں۔ ابوعمرو کے علاوہ بعض دوسرے لوگوں نے وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ گرمی کی وجہ سے پتھر تپنے لگتے ہیں اور ''رمضاء'' گرم پتھروں کو کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ رمضان گناہوں کو جلادیتا ہے۔ رمض کا معنی ہے جلانا۔

بعض نے کہا کہ رمضان میں نصیحت اور فکر آخرت کی گرمی سے دل سے ایسے متاثر ہوتے ہیں جیسے ریت اور پتھر دھوپ سے متاثر ہوتے ہیں۔ خلیل نے کہا رمضان ''رمض'' سے بنا ہے اور ''رمض'' کا معنی ہے برساتی بارش۔ ماہ رمضان بھی بدن سے گناہ ایسے ہی دھو ڈالتا ہے اور دلوں کو پاک کردیتا ہے (جیسے بارش سے بدن دھل کر پاک صاف ہوجاتا ہے)''۔

تمام عرب و عجم میں روزوں کے لئے دنوں کا تعین کتنا اور کس قدر ہو اور کون سا مہینہ ہو تاکہ مسلمانوں پر

عبادات کے آسان ہونے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا شوق و جذبہ پیدا ہونے کا سبب بنے؟ ایسے سوالات پر بحث کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ دہلوی ’’حجۃ اللہ البالغہ‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’جب کسی مہینہ کا مقرر کرنا ضروری ہوا تو اس مہینے سے کوئی اور مہینہ زیادہ مناسب نہیں ہے جس میں قرآن کا نزول اور ملت محمدی کی تکمیل ہوئی۔ چنانچہ شب قدر کے پائے جانے کا بھی اسی مہینے میں قوی احتمال ہے‘‘۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے رمضان المبارک کی فضیلت اور اہمیت کو مختلف مواقع پر بیان فرمایا۔ رمضان المبارک کے روزے ہمارے لئے کس قدر برکات کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہیں، چند احادیث کے اہم نکات یہ ہیں:

۱۔ ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھنے والے کے لئے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

۲۔ اس ماہ مبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

۳۔ دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔

۴۔ بڑے شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

۵۔ روزہ جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔

۶۔ روزہ انسان کو گناہ اور برائی سے بچانے والی ڈھال اور ایک مضبوط قلعہ ہے۔

۷۔ روزہ انسانی جسم کی زکوٰۃ ہے۔

۸۔ روزہ نصف صبر ہے۔

۹۔ جنت کے دروازوں میں سے باب الریان صرف روزہ داروں کے لئے کھولا جائے گا۔

۱۰۔ جس بدبخت شخص کی بخشش رمضان میں بھی نہ ہوسکی تو پھر اس کی بخشش کب ہوگی؟

روزے کی خصوصیات

جس طرح مادی جسم کی نشوونما کے لئے پیدا کی گئیں انواع و اقسام کی نعمتوں، اجناس، پھلوں اور مشروبات میں سے ہر ایک نعمت اپنے اندر الگ خصوصیات اور تاثیرات رکھتی ہیں۔ اسی طرح عبادات جو انسانی روح کی ترقی، نشوونما اور تقویت کا باعث ہوتی ہیں وہ بھی اپنے اندر جداگانہ خصائص اور تاثیرات رکھتی ہیں۔ بندہ مومن جب پورے اخلاص کے ساتھ ان عبادات کو بجا لاتا ہے تو پھر رحمت الٰہی سے وہ ان عبادات کے اثرات و نتائج کو اپنی شخصیت کے اندر محسوس کرتا ہے مثلاً یہ کہ شب بیداری کی لذتوں سے آشنا شخص کا چہرہ رات کی تاریکی میں کی گئی عبادات کی وجہ سے روشن و منور ہوتا ہے اور اس کی زبان میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ جو دوسرے لوگوں کے دل پر اثر کرتی ہے۔

ماہ رمضان کے روزے ایک ایسی عبادت ہیں جو اپنے اندر بہت سی خصوصیات رکھتی ہیں ان میں سے چند کا تذکرہ اختصار کے ساتھ درج کیا جارہا ہے:

۱۔ تمام عبادات سوائے روزہ کے ظاہری اعضاء سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ روزہ باطن سے تعلق رکھتا ہے۔

۲۔ نماز ایک خاص وقت میں اسی تک محدود ہے جب تک نمازی اس عمل نماز میں شاغل ہے وہ نمازی ہے مگر دیگر اوقات میں وہ نماز کی حالت میں نہیں ہوتا۔ روزہ دار جب روزہ رکھتا ہے تو پھر طلوع فجر صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہر لمحہ روزے اور عبادت میں ہے اور اس کا دل اپنے رب کی طرف متوجہ رہتا ہے خواہ وہ سورہا ہے یا بیداری کی حالت میں ہے۔

۳۔ مادی مال و دولت کی زکوٰۃ سال گزرنے پر چالیسواں حصہ (یعنی اڑھائی فیصد) دی جاتی ہے۔ روزہ بدنی و جسمانی نعمت کی زکوٰۃ ہے، اس لئے پورے کا پورا بدن روزے سے ہوتا ہے گویا کہ روزہ شکم سیری کی زکوٰۃ ہے۔

۴۔ دیگر عبادات مثلاً نماز مخصوص اوقات میں مخصوص اعمال کو مخصوص طریقہ سے ادا کرنا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ اپنے مال میں سے مخصوص رقم نکال کر مخصوص لوگوں کو دینا ہے۔

یونہی مخصوص دنوں میں مخصوص مقامات پر مخصوص اعمال کی بجا آوری کا نام حج ہے۔ مگر روزہ ایک ایسی پوشیدہ عبادت ہے کہ اس میں ظاہراً کوئی عمل نہیں کیا جاتا بلکہ کوئی روزہ دار کسی کو بتائے بھی کہ میں روزہ سے ہوں تو اس پر کوئی خارجی دلیل قائم نہیں کی جاسکتی۔ اس کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا روزہ رکھنے والا جانتا ہے کہ وہ روزے سے ہے۔

۵۔ دیگر عبادات ایک محبّ صادق کی طرف سے اپنے محبوب کے حضور ایک ظاہری نذرانہ عقیدت ہے جبکہ روزہ اپنے محبوب حق کی بارگاہ میں ایک پوشیدہ نذرانہ ہے۔ ظاہری عمل میں ریا کا عنصر ہونے کے سبب اس کی قبولیت مشکوک ہوجانے کا امکان ہے اور پوشیدہ نذرانہ و عمل یعنی روزہ میں ریا کا عنصر نہ پائے جانے کی وجہ سے اس کی بارگاہ ناز میں قبولیت کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

۶۔ نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ جیسی عبادات میں اطاعت کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے جبکہ روزے میں جذبہ عشق کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ روزہ دار اپنے محبوب کی محبت میں اس کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ وہ کھانا پینا اور نفسانی خواہشات کو محض اپنے محبوب کی رضا کے لئے ترک کردیتا ہے۔ یوں محبّ اور محبوب میں قرب و محبت دو چند ہوجاتی ہے۔ وہ محبوب سے ملاقات کے شوق میں رات کی نیند کو تج کرکے تراویح کی صورت قیام کرتا ہے۔ دن میں کھانا پینا ترک کردیتا ہے اور یوں بھوک کی شدت سے اس کا رنگ محض اپنے محبوب کی محبت میں زرد ہوجاتا ہے، جسم لاغر و کمزور ہوتا ہے۔ گویا کہ اس نے محبوب حقیقی کی محبت میں رات کا آرام، دن کا چین اور لذت دھن سب کچھ چھوڑ دی تو یہ اس کا اپنے محبوب سے عشقِ صادق کی دلیل ہے۔

۷۔ روزے کی حالت میں بندہ جب قدرت رکھنے کے باوجود کھانا پینا ترک کردیتا ہے تو اس سے اس کے اندر احساس بندگی اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلقہ کا احساس پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ سال کے باقی دنوں میں بھی اپنے مالک کے حضور سر نیاز خم کیے رکھتا ہے۔

۸۔ باقی عبادات مقام شکر میں ہیں جبکہ روزہ مقام صبر میں ہے کیونکہ اس میں راتوں کو قیام تراویح، رات کے آخری پہر میں سحری کے لئے اٹھنا، دن میں ترک خوردونوش کرنا ان تمام امور میں صبر و استقامت پائی جاتی ہے۔ صبر ایک ایسا عمل ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا:

اِنَّ اللهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ. (البقرہ، ۲: ۱۵۳)

''یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے''۔

خصوصیات رمضان

۱۔ سال بھر کے دیگر مہینوں میں مخصوص دن اور مخصوص ساعتیں عبادت کی ہیں مثلاً محرم کی دسویں تاریخ اپنے اندر زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ رجب میں ستائیسویں شب معراج النبی ﷺ کی نسبت سے عبادت کی خصوصیت رکھتی ہے۔ شعبان کی پندرھویں شب کی عبادت بھی اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ شوال کی پہلی شب عبادت کے لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے۔ ذوالحجہ میں چار دن نویں سے بارہویں تک ایام تشریق کہلاتے ہیں جن میں تکبیرات کہی جاتی ہیں جبکہ رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس کے شب و روز کی ہر ساعت نورِ عبادت سے روشن و منور ہے۔ یوں کہ طلوعِ فجرِ صادق سے غروبِ آفتاب تک روزہ، پھر افطاری، پھر تراویح، پھر وقتِ سحر کی روحانی کیف آور ساعتیں، غرض ہر لمحہ اور ہر ساعت بندہ مومن مصروف عبادت ہے۔

۲۔ سال کے دیگر مہینوں کی نسبت اس ماہ مقدس میں عبادت، ذکر و اذکار، تقویٰ و طہارت اور نیکی و بندگی کی طرف دل زیادہ راغب ہوتے ہیں اور ایک مسلمان ان ایام میں عبادت کی لذت بھی محسوس کرتا ہے۔

۳۔ قرآن مجید (جو دنیائے انسانی کی طرف اس کے خالق اور محبوب حقیقی کی طرف سے آخری نامہ محبت ہے) کی تلاوت جس کثرت کے ساتھ ماہ رمضان میں کی جاتی ہے وہ

سال کے دیگر ماہ و ایام میں نہیں ہوتی۔ ماہ رمضان کی قدسی صفات ساعتوں میں گناہگار ترین انسان بھی تلاوت قرآن سے اپنے باطن میں روحانی کیف وسرور اور حلاوت پاتا ہے۔

۴۔ ماہ مقدس رمضان کے شب و روز میں گلشن اسلام میں یوں بہار آجاتی ہے کہ سارا اسلامی معاشرہ ایک ہری بھری کھیتی کی مانند لہلہاتا نظر آتا ہے۔ مساجد آباد ہوجاتی ہیں، نیکی کرنے کے جذبات غالب آجاتے ہیں اور زبانیں ذکر الٰہی اور درود وسلام کی چاشنی وحلاوت سے آشنا ہوتی ہیں۔

۵۔ عام اسلامی مہینوں کی نسبت اس ماہ مبارک کا ہر بندہ مومن کو انتظار ہوتا ہے۔ وہ ذوق وشوق کے ساتھ اس کے چاند کا انتظار کرتا ہے اور خوشی ومسرت کے ساتھ ایک دوسرے کو مبارک باد دیتا ہے جبکہ اس کے گزر جانے پر مومن صادق اس کے فراق میں آنسو بہاتا اور گریہ وزاری کرتا ہے۔

۶۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام مہینے اور دن اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں مگر رمضان کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ زبان رسالت مآب ﷺ نے اس کو اللہ کا مہینہ قرار دیا ہے۔ فرمایا کہ ''شعبان میر امہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے''۔

۷۔ نبی اکرم ﷺ اس ماہ مبارک میں بالخصوص کثرت کے ساتھ عبادت کا خصوصی اہتمام کرتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان شروع ہوجاتا تو حضور نبی اکرم ﷺ اپنا کمر بند کس لیتے، پھر اپنے بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔

روزہ اور اس کے آداب

ماہ رمضان المبارک اپنے دامن میں ان گنت سعادتوں، رحمتوں اور برکتوں کے خزانے سموئے ہوئے ہے، اس کی سب سے اہم ترین عبادت جو اس کا امتیازی پہلو ہے وہ اس مہینہ کے دنوں میں اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھنا ہے۔

روزہ کو عربی میں ''صوم'' کہتے ہیں۔ ''صوم'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کی جمع ''صیام'' آتی ہے۔ اس کے لغوی معنی روکنے کے ہیں لیکن شرعی وفقہی اصطلاح میں صوم کا معنی طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور نفسانی خواہشات کی تکمیل سے رُکے رہنا ہے۔

روزہ جس قدر عظیم عبادت ہے اس کے آداب بھی اسی قدر زیادہ ہیں اس لئے روزے کی حقیقی برکات حاصل کرنے کے لئے ان آداب کا بجا لانا ضروری ہے۔ اس لئے کہ روزہ محض کھانا پینا ترک کردینے کا نام نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَولَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ.

(الترمذی، السنن، کتاب الصوم، ۳/۸۷، الرقم ۷۰۷)

''جو شخص (بحالتِ روزہ) جھوٹ بولنا اور اس پر (برے) عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔''

حضور ﷺ نے فرمایا:

وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ.

''اور جس روز تم میں سے کوئی روزہ سے ہو تو نہ فحش کلامی کرے اور نہ جھگڑے اور اگر اسے (روزہ دار کو) کوئی گالی دے یا لڑے تو یہ وہ کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں''۔

نبی اکرم ﷺ نے مختلف مواقع پر آدابِ صوم سے آگاہ فرماتے ہوئے امت کی راہنمائی فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جھوٹ اور غیبت ایسے اعمالِ سوء ہیں جن سے روزہ اپنے اثرات و تاثیر کھودیتا ہے۔ پہلے یہ ڈھال کے طور پر حفاظت کرتا اور نیکیوں کی طرف بڑھنے کا راستہ آسان کرتا چلا جاتا ہے مگر اخلاقِ رذیلہ کی وجہ سے یہ اپنے اندر موجود قوتِ مدافعت کھودیتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: الصیام جنة مالم یخرقھا روزہ ڈھال ہے جب تک کوئی اسے پھاڑ نہ ڈالے۔۔۔آپ سے پوچھا گیا بم یخرقھا؟ اسے کیسے پھاڑا جاسکتا ہے؟ فرمایا: بکذب او غیبة. جھوٹ اور غیبت کے ذریعے (الدرالمنثور، قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنو کتب علیکم الصیام، جلد۱، ص۴۳۸)

اس تناظر میں اگر ہم اپنے اعمال و اخلاق کا جائزہ لیں تو ہم میں سے اکثریت ایسی ہے جسے پورے دن کی بھوک و پیاس کے علاوہ کچھ اور حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ عمل میں کارفرما روح کا لحاظ نہ رکھا گیا۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انما الصیام من اللغو والرفث.

(صحیح ابن خزیمہ باب نفی ثواب الصوم عن المسک، رقم: ۱۹۹۶)

’’بے شک روزہ لغویات اور بے ہودہ باتوں سے بچنے کا نام ہے‘‘۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

من لم یصم جوارحہ عن محارمی فلا حاجة لی ان یدع طعامه وشرابه من اجلی.

(الفردوس بما ثورالخطاب، رقم: ۸۰۷۵، ابن مسعود)

’’جس کے اعضاء حرام کاموں سے نہیں رُکتے اسے میری خاطر کھانا پینا چھوڑنے کی ضرورت نہیں‘‘۔

روزہ کے فوائد و ثمرات سے مستفید ہونے کے لئے ضروری ہے کہ صرف پیٹ ہی بھوک و پیاس برداشت نہ کرے بلکہ جسم کے باقی اعضاء بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا کے حصول کے لئے بندگی اختیار کرتے نظر آئیں۔

حضرت جابر روایت کرتے ہیں:

اذا صمت فلیصم سمعک وبصرک ولسانک عن الکذب والماثم ودع اذی الخادم.

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب مایومر بہ الصائم من فلہ الکلام، رقم: ۸۸۸۰)

’’جب تو روزہ رکھے تو چاہئے کہ تمہارے کان، آنکھیں اور زبان جھوٹ اور گناہ سے رک جائیں اور اپنے خادم کو تکلیف بھی نہ دے‘‘۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

لیس الصیام من الاکل والشرب انما الصیام من اللغو والرفث فان سابک احد او جھل علیک فقل انی صائم.

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الصوم، رقم: ۱۵۷۰)

’’صرف کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام روزہ نہیں ہے اصلی روزہ تو یہ ہے کہ آدمی بے ہودہ اور بے کار باتوں اور شہوانی گفتگو سے بچے پس اے روزہ دار اگر تجھے کوئی گالی دے یا جہالت پر اتر آئے تو، تو کہہ میں روزے سے ہوں‘‘۔

ایسی اہم ترین عبادت جس کی اس قدر اہمیت بیان کی گئی ہو لازم ہے کہ اس کے ظاہری اور باطنی آداب و تقاضوں کو پورا کیا جائے تاکہ انسانی بساط کی حد تک اس کو پورے طور پر ادا کیا جاسکے۔

درجات روزہ

روزے کے تین درجے ہیں۔

۱۔ عام لوگوں کا روزہ یہ کہ کھانے پینے اور جماع سے اپنے آپ کو روکے رکھنا۔

۲۔ خواص کا روزہ پیٹ اور شرمگاہ کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہوں سے باز رکھنا۔

۳۔ خاص الخواص کا روزہ یہ کہ جمیع ماسوی اللہ سے خود کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اسی اللہ کی طرف متوجہ رہنا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر خاص الخواص والا روزہ نہیں رکھ سکے تو کم از کم خواص والا روزہ رکھتے ہوئے اپنے پورے بدن کو اللہ کی نافرمانی اور شیطان کی پیروی سے بچائے رکھیں تاکہ رمضان المبارک کی حقیقی برکات کے سے مستحق قرار پاسکیں۔

(جاری ہے)

شہداءِ انقلاب کی عظمت کو سلام

جلیل احمد ہاشمی

قوم و ملت کی بقا کی خاطر نذرانہ جان اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور پیش کرنے والے شہداء وہ سپوت ہیں جنہوں نے اپنا آج آنے والی نسلوں کی حفاظت کے لیے قربان کر دیا اور اپنے خونِ جگر سے چمن کی آب یاری کی۔ انہوں نے جرأت و جواں مردی کی ایسی اَن مٹ داستانیں رقم کیں جس پر قوم کا ہر بچہ رشک کر سکتا ہے۔ اپنی راحت و آرام اور زندگانی کی جملہ خواہشوں سے کنارہ کشی کرتے ہوئے اپنے ہم وطنوں کے بہتر اور روشن مستقبل کے لیے انقلاب کی عظیم عمارت کا جھومر بننے کی بجائے اس کی بنیادوں میں ہی خود کو گم کرنا پسند کر لیا۔ یہ وہ ایثار کوش اور وفا شعار ہیں جن کے بغیر کبھی بھی انقلاب کی عمارت تعمیر نہیں ہو سکتی۔ گم نامی میں اپنی جاں جانِ آفریں کے سپرد کرتے ہوئے اللہ کے حضور صرف ایک آرزو ان کے لبوں پر رہتی ہے:

پھلا پھولا رہے یا رب! چمن میری اُمیدوں کا　　جگر کا خوں دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

17 جون 2014ء وہ خوں آشام دن تھا جب حکومت کی طرف سے مامور کردہ وطن کے نام نہاد محافظین کی آڑ میں دہشت گرد پنجاب پولیس نے تحریک منہاج القرآن کے نہتے کارکنان پر اپنے خوف و جبر اور ظلم وستم کی دھاک بٹھانے کے شوق میں اندھا دھند سیدھا فائر کھول دیا۔ نتیجتاً 14 سپوتوں نے اپنی جانیں قربان کر کے انقلاب کی ایسی بنیاد فراہم کی جسے کبھی زوال نہیں آ سکتا۔ ان کی شہادت صدیوں کا سفر دنوں میں طے کرنے کی نوید انقلاب لے کر نمودار ہوگئی۔

ریاستی دہشت گردی کے اس الم ناک سانحہ میں شہید ہونے والوں کی اکثریت نوجوانوں پر مشتمل ہے جو انقلاب کے خواب سجائے اپنے قائد کے استقبال کی تیاریاں کر رہے تھے۔ تمام شہید خواتین و حضرات کا تعلق مڈل کلاس اور نچلے طبقے سے ہے۔ سب کے سب پاکستان سے محبت کا دم بھرنے والے، دین کا درد رکھنے والے، تنظیمی نظم و ضبط کے پابند اور محنت و اخلاص سے روزگار اور تعلیم کے ساتھ ساتھ انقلاب کے مشن کو وقت دینے والے لوگ تھے۔ آیئے اِن کے تذکرے سے ملک و قوم اور دین اسلام کے ساتھ اپنی محبت کے جذبہ کو مزید حدت فراہم کریں۔ ان شہدا کا فرداً فرداً ذکر کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ بظاہر انہوں نے گمنامی میں اپنی جان دی لیکن انقلاب کی کامیابی کی ایسی بنیاد فراہم کر دی جس پر پاکستان کے کامیاب اور روشن مستقبل کا انحصار ہے۔

۱-۲۔ تنزیلہ امجد شہیدہ اور شازیہ مرتضیٰ شہیدہ

ضلع گجرات کے متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والا یہ ایمان دار، محبّ وطن، مظلوم عوام کا ہمدرد، احکام الٰہی پر کاربند اور وطن عزیز کی سرحدوں کی خاطر جان دینے والا گھرانہ بھی ظلم، بربریت اور ریاستی دہشت گردی کا شکار ہوگیا۔

داعیانِ امن و محبت، دہشت گردی کے خاتمے کا دم بھرنے والے حکمران اور بنتِ حوا کی پاسبان پولیس نے اپنے ہی ملک کی غریب، مفلوک الحال اور نہتی بیٹیوں کو ماڈل ٹاؤن لاہور جیسے پوش علاقے میں سرعام گولیاں مار کر شہید کر دیا۔

تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضٰی ایک باعزت، شریف اور مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ خاندان پابندِ صوم و صلوٰۃ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے اَحکام پر عمل کرنے کے ساتھ دین کی ترویج و اِشاعت کے لیے عملاً بھی کوشاں تھا۔ محافلِ ذکر وفکر اور درود بر آقائے دو جہاں ﷺ کے گجرے پیش کرنا ان کا روزانہ کا معمول تھا۔ ان کی زندگی کا مقصد حضرت خدیجہ و عائشہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن کے سیرت و کردار کو اپنانا اور مسلمان عورتوں کو اس کا درس دینا تھا۔ نمازِ فجر سے شروع ہونے والے معاملاتِ خانہ داری، بچوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ اسلام اور منہاج القرآن کے پیغامِ انقلاب کو ہر گھر میں پہنچانا اپنا اولین فریضہ سمجھتی تھیں۔ نند اور بھاوج کا رشتہ ہوتے ہوئے آپس میں سگی بہنوں سے بھی زیادہ محبت رکھتی تھیں۔

شہیدہ کے والد کہتے ہیں کہ میرے اندر 1977ء سے حب الوطنی کا جذبہ اپنی آب و تاب سے جاگزیں ہوا۔ میں ملک کی حالت زار کے متعلق پریشان رہتا تھا۔ مجھے علماء کرام سے بھی بہت محبت تھی اور میں ہر دم کسی مردِ مجاہد کی تلاش میں سرگرداں رہتا کہ کوئی تو ہو جو اس ملک کا مقدر بدلنے کے لیے ہماری آواز سنے۔ میں نے 1986ء میں قائد انقلاب ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا خطاب سنا جس سے میں مسحور ہو کر رہ گیا۔ ان کی تقریر سے میرا ایمان اور جذبۂ حب الوطنی مزید تقویت پا گیا۔ پھر میں آپ کے خطابات سنتا چلا گیا اور مجھ پر محبت اور شوق کا عنصر غالب ہوتا چلا گیا۔ اسی کی وجہ سے میرا خاندان قائد انقلاب ڈاکٹر طاہر القادری کے ساتھ منسلک ہوا اور ہم نے رات دن ایک کر کے دین اسلام کی ترویج اور اس ملک و قوم میں خوش حالی لانے کی عملی کاوشیں جاری رکھیں۔ ہمارا تمام خاندان ملک میں تبدیلی کے لیے بے چین ہے اور میری دونوں شہید بیٹیاں یہ پیغام ہر گھر میں پہنچانے کے لیے ہر وقت مصروف رہتی تھیں۔

شہیدہ کی والدہ عالم درد و سوز میں ہے کہ میری بیٹی اور بہو نیک، صالح اور خوش مزاج خواتین تھیں۔ تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضٰی نے کبھی گرمی کی حدت یا سردی کی شدت کی پروا نہیں کی اور سات آٹھ سو گھرانوں میں جا کر انقلاب کی دعوت دی۔ مگر ان ظالم حکمرانوں نے ہمارے ہنستے بستے گھر کو اجاڑ دیا، میری آنکھوں کے سامنے ایک کے بعد دوسری بیٹی شہید ہوگئی۔ میں چلاتی رہی مگر میری فریاد سننے والا کوئی نہیں تھا۔ حکمران ہماری جوان بیٹیوں کو شہید کر کے ہمیں پیسے کا لالچ دے رہے ہیں، یہ ہمیں لاکھوں کا خون بہا دینے کی پیشکش کر رہے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ تم اپنا ایک بچہ مارنے دو، میں تمہیں اِس سے بڑھ کر خون بہا دوں گی۔ کسی کو کیا خبر کہ جس گھر کی مائیں چلی جائیں وہاں دنیا کتنی ویران ہو جاتی ہے۔ جو بچے اپنی ماں کی پلک جھپکنے تک کی جدائی برداشت نہیں کرتے تھے، انہیں ان یزیدوں نے تمام عمر کے لیے بے سہارا کر دیا۔ مگر ہم نے حوصلہ نہیں ہارا، ہم اس ملک میں تبدیلی کے لیے اپنی بیٹیوں کے خواب کو شرمندہ تعبیر کریں گے اور ان کے خون کا قصاص آئین و قانون کے تحت ان حکمرانوں کو تختہ دار پر لٹکا کر لیں گے۔

تنزیلہ اور شازیہ کے بھائیوں کا کہنا ہے کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ہماری پولیس کبھی ہماری عورتوں پر بھی گولیاں چلائے گی کیونکہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی قانون کے محافظوں کی طرف سے اس بے دردی سے مرد و زن پر سیدھی گولیاں نہیں چلائی گئی تھیں لیکن موجودہ حکومت نے درندگی میں چنگیز خان اور ہلاکو خان کو بھی مات دے دی ہے۔ اس پولیس گردی کا مقصد ہمارے حوصلے پست کرنا تھا تاکہ قائد انقلاب کی آمد سے قبل سینکڑوں لاشیں گرا دی جائیں جس سے ان کی کمر ٹوٹ جائے اور یہ انقلاب کی بات نہ کریں۔ پہلے ہم ڈرتے تھے کہ کوئی نقصان نہ ہو جائے مگر اب ہم ان

حکمرانوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں ملک اور اپنے قائد کی خاطر مر مٹنے کا جذبہ پہلے سے زیادہ بڑھ چکا ہے، ہم انقلاب کے ذریعے ان سے اپنے خون کا قصاص لے کر دم لیں گے۔

شہیدہ کے معصوم بچے گریہ زاری کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہماری ماں ہمیں دین اسلام کی باتیں بتاتی تھی، آقا علیہ السلام اور اہل بیت کی باتیں اور ان پر آنے والی تکالیف کے قصے سناتی تھیں۔ قائد انقلاب کے آئینی و قانونی انقلاب اور تبدیلی کے طریقہ کار کو سمجھاتی تھی، ہم ٹی وی میں لوگوں پر ہونے والے ظلم کو دیکھتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ یا اللہ اس ملک کی تقدیر کو بدل دے۔ پھر ہم کام مزید تیز کرنے کا سوچتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی ظلم کے خلاف نہ اٹھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ میری ماما کہا کرتی تھی کہ تم نے بڑے ہوکر اینکر بننا ہے تاکہ غریب لوگوں کی آواز سب تک پہنچا سکو۔ میں ان شاء اللہ ان کے خواب کو پورا کروں گی، وہ مجھے ہمیشہ نیکی کرنے کا کہتی تھی، دین اسلام اور پاکستان کی خاطر جان دے دینے کا کہتی تھیں۔

شہیدہ کی دوسری بیٹی بسمہ پیغام دیتی ہوئی کہتی ہے کہ میں اپنی تمام باجیوں سے یہی کہوں گی کہ آپ ہرگز پیچھے نہ ہٹیں، روز روز مرنے سے ایک دن کا مرنا بہتر ہے۔ اگر آج ہم نہ اٹھے تو پھر کسی فرشتے نے آکر ہماری مدد نہیں کرنی۔

صاحبزادی عائشہ کہتی ہیں کہ میری امی ہمیشہ کہا کرتی تھیں کہ میں اپنے ایک بیٹے اور بیٹی کو فوج میں بھیجوں گی تاکہ ملک وقوم کی خدمت کرسکیں۔ میں ان شاء اللہ ان کا یہ خواب پورا کروں گی اور اس ملک کی خاطر اپنی جان دے دوں گی۔

شہیدہ تنزیلہ کی بہن کہتی ہے کہ ہم دونوں بہنوں کی شادی ایک ہی گھر میں ہوئی ہے، شازیہ میری بھابھی تھی، ہم اپنی یو۔سی میں گیارہ ورکر خواتین تھیں۔ باجی تنزیلہ ناظمہ اور باجی شازیہ نائب ناظمہ تھی۔ اِن دونوں باجیوں کی مشن پر اِستقامت اور شب و روز صرف مشن کے بارے میں ہی سوچتے رہنا، مجھے ان پر رشک اور فخر کرنے کی طرف آمادہ کرتا تھا۔ میں اپنی باجیوں کے نقشِ قدم پر چلوں گی۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ اِنقلاب آئے گا، غریب کا مقدر بدلے گا اور پاکستان بھر میں خوش حالی کا دور دورہ ہوگا۔

ہر پرنم آنکھ حکمرانوں سے یہ سوال کر رہی ہے کہ آخر ان خواتین کا قصور کیا تھا؟ صرف یہی کہ وہ اس ملک کو کرپشن، دہشت گردی، مہنگائی اور ظلم سے پاک دیکھنا چاہتی تھیں، اس ملک کا مقدر بدلنے کے لیے قائد انقلاب کا ساتھ دینا چاہتی تھیں، تصورِ اِقبال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس قوم کا شعور بیدار کر رہی تھیں۔ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے دلوں میں دین اسلام اور وطن پاکستان کی محبت پروان چڑھا رہی تھیں۔ ہم اپنی بہنوں کا خون رائیگاں نہیں جانے دیں گے اور انقلاب لانے کے لیے بھرپور جد و جہد کرتے رہیں گے۔

۳۔ رضوان خان شہید

چکوال کا 22 سالہ نوجوان پاکستان کے ہر نوجوان کی طرح اپنے سنہرے مستقبل کا خواب آنکھوں میں بسائے ظلم و بربریت کا شکار ہوگیا۔ رضوان خان ولد خان محمد حافظ قرآن تھا اور ہمہ وقت اپنی زبان کو تلاوتِ کلام مجید سے تر رکھتا تھا۔ اس کے کلاس فیلوز بتاتے ہیں کہ وہ انتہائی سادہ مزاج، تہجد گزار، نیک و متقی اور پرہیزگار نوجوان تھا۔ پڑھائی میں بہت دل چسپی لیتا تھا، ہر وقت مطالعہ میں مگن رہتا۔ کلاس روم میں %92 سے بھی زیادہ ریکارڈ حاضری ہوتی تھی۔ اسٹڈی پیریڈ میں باقاعدگی سے حاضر رہتا تھا۔ کالج کے ڈسپلن اور انتظامی امور کا بہت پابند تھا۔ اساتذہ کا خدمت گار تھا اور ایمانی جذبے کے تحت اس کے لیے ہمہ وقت مستعد رہتا۔ ہر ایک سے خوش اخلاقی سے پیش آتا، ہر ایک کا خیال رکھتا،

ہر ایک کے کام آتا اور ہر ایک کی مدد کرتا تھا۔ دوسروں کے دکھ درد میں ہاتھ بٹاتا تھا۔ کبھی کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کیا اور نہ ہی کسی کو کوئی دکھ یا تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تھی۔

رضوان خان خود بھی بہت شوق سے پڑھتا تھا اور اپنے روم میٹس اور کلاس فیلوز کو بھی پڑھاتا تھا۔ اسے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ نصابی کتب کے علاوہ دیگر کتب کا بھی مطالعہ کیا کرتا تھا۔ اکثر اوقات تصوف کی کتب کے مطالعہ میں مستغرق نظر آتا۔ رضوان کے استاد محمد حامد الازہری اس کے بارے میں تفصیلات بتاتے ہوئے آبدیدہ ہوگئے اور رندھی ہوئی آواز میں کہنے لگے کہ گزشتہ چھ ماہ سے رضوان میں نفلی عبادات اور وظائف و اذکار کی رغبت بہت بڑھ گئی تھی۔ ساری ساری رات مطالعہ اور عبادت میں مشغول رہتا۔ ہاسٹل کی چھت پر ایک مخصوص جگہ پر عبادت وقراءت کرتا تھا۔ پوری پوری رات مصلے پر بیٹھ کر گزار دیتا تھا۔

قائد انقلاب سے والہانہ محبت کرتا تھا۔ اُس نے 23 جون کو اپنے محبوب قائد کی آمد پر استقبال کے لیے خصوصی سوٹ سلوایا تھا کیونکہ اُسے یقین تھا کہ پاکستان کا مقدر بدلے گا اور یہ وہ پاکستان بنے گا جس کا خواب بانیانِ پاکستان نے دیکھا تھا۔ رضوان کو ملک و ملت سے محبت کا جذبہ اپنے گھرانے سے ملا تھا۔ چکوال میں منہاج القرآن اسلامک سنٹر سے رضوان نے قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ وہاں اس میں ملک وقوم کا درد اور وطن عزیز کے لیے کچھ کر گزرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اس کے غریب والدین نے بمشکل گزر بسر کرکے اپنے لخت جگر کو اعلیٰ تعلیم کے لیے لاہور بھیجا تاکہ رضوان اپنے ان خوابوں کو عملی جامہ پہنا سکے جو وہ بچپن سے دیکھتا رہا ہے۔

رضوان منہاج یونیورسٹی لاہور میں بی ایس ٹو کا طالب علم تھا۔ اس کے کلاس فیلوز بتاتے ہیں کہ وہ اکثر ہمارے ساتھ پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا کرتا تھا۔ وہ متفکر رہتا تھا کہ کبھی تو پاکستان اور غریب عوام کا مقدر بھی بدلے گا۔ اس حوالے سے گھنٹوں بحث مباحثہ جاری رہتا۔ پھر اس کی آنکھوں میں ایک خاص چمک اور امید کی رمق ابھر آتی اور وہ دوستوں سے مخاطب ہوکر کہتا کہ ہاں! صرف میرے قائد ڈاکٹر طاہر القادری ہی پاکستان کو خوش حالی دلا سکتے ہیں اور وہی اس قوم کا مقدر بدل سکتے ہیں۔ میرے قائد ہی واحد رہنما ہیں جو مایوسیوں کی دلدل میں گھرے نوجوانوں کو مایوسی کے اندھیروں سے باہر نکال سکتے ہیں۔

رضوان کی زندگی کا فقط ایک ہی مقصد تھا کہ قوم کی تقدیر سنوارنے کے لیے کچھ کر جاؤں۔ اور پھر تاریخ نے دیکھا کہ 17 جون 2014ء کو ریاستی دہشت گردوں نے ملک و ملت کے اِس عظیم سپوت کو انتہائی بے دردی سے سیدھی گولیاں مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا اور ملک کو ایک عظیم فرزند سے محروم کردیا۔

رضوان اپنے دوستوں اور کلاس فیلوز کے لیے ایک سوچ اور فکر کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کے دوست اس کی پیروی کرتے تھے اور ان کا اب بھی یہ عزم ہے کہ رضوان شہید کے راستے پر چلیں گے اور پاکستان کی تقدیر بدل کر اسے قائد کا حقیقی پاکستان بنا کر دم لیں گے۔ بلاشبہ رضوان شہید نے اپنے خون سے سفرِ انقلاب کی پُر آشوب راہ میں ایک ایسا چراغ روشن کر کے رکھ دیا ہے جو منزل کے حصول تک راہ روانِ انقلاب کی راہنمائی کرتا رہے گا۔

۴۔ خاور نوید رانجھا شہید

سرگودھا کے ایک دور اُفتادہ پسماندہ گاؤں سے تعلق رکھنے والا یہ نوجوان بھی حافظ قرآن تھا۔ ہمہ وقت تلاوتِ کلام مجید سے اپنی زبان تر رکھنے والے قوم کے اِس سپوت نے قراءت کا کورس بھی کیا ہوا تھا۔ نہایت خوش الحان تھا۔

جب تلاوت کرتا تو سامعین یوں محسوس کرتے جیسے وقت تھم گیا ہے، دریا کی موجوں میں ٹھہراؤ آ گیا ہے۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے قرآن خود ان سے ہم کلام ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ بہت اچھا نعت خواں بھی تھا۔ چلتے پھرتے نعت خوانی کیا کرتا تھا۔ اُس کی آواز سن کر دور سے معلوم ہو جاتا تھا کہ خاور آ گیا ہے۔

خاور نوید ولد فضل احمد کے اساتذہ بتاتے ہیں کہ وہ پڑھائی میں بہت اچھا تھا کیونکہ اس کے والد بھی ریٹائرڈ اسکول ٹیچر ہیں، جنھوں نے خود اپنے فرزند پر بہت توجہ دی تھی۔ اسے علم سے محبت تھی اور وہ کبھی کلاس سے غیر حاضر نہیں رہا۔ شہید خاور کے والد نے بتایا کہ میں نے اپنے بیٹے کو اُس مدرسے میں پڑھایا تھا جہاں باقاعدہ فیس ادا کی جاتی تھی تاکہ میرے بیٹے پر زکوٰۃ کی رقم خرچ نہ ہو۔ شہید خاور کے والد صاحب کی شبانہ روز محنت کا ہی اثر تھا کہ وہ ہر وقت پڑھائی میں مشغول رہتا۔ اکثر اُسے رات کے اندھیروں میں مسجد میں محو مطالعہ دیکھا جاتا تھا۔

اپنے دیگر ہم عمر نوجوانوں کی طرح خاور نے بھی بہت سے خواب آنکھوں میں بسائے ہوئے تھے۔ وہ سوچتا تھا کہ میرے وطن کا مقدر بدلے گا، میرے پسماندہ گاؤں میں بھی خوش حالی آئے گی، میرے گاؤں میں بھی ترقی کا دور دورہ ہوگا۔ مفت علاج معالجہ اور تعلیم کی سہولیات میسر ہوں گی۔ نوجوان مثبت سمت میں ترقی کے سفر پر گام زن ہوں گے۔ کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی، کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی۔ ہر بھوکا کھانا کھائے گا، ہر بچہ پڑھنے جائے گا، ہر ایک کو اُس کا حق اُس کے گھر کی دہلیز پر ملے گا۔ پاکستان کا شمار بھی ترقی یافتہ ممالک میں ہوگا اور ایک وقت آئے گا جب پاکستان اقوام عالم کا رہبر و رہنما بنے گا۔

شہید خاور کے یہی خواب تھے جن کی تعبیر کے لیے وہ اَن تھک محنت اور جد و جہد کیا کرتا تھا۔ وہ تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے ہر پروگرام اور ریلی میں شریک ہوتا تھا۔ ان کے والد صاحب نے اپنا سینہ تان کر کہا کہ مجھے فخر ہے کہ میرا بیٹا ہر پروگرام میں سب سے آگے ہوتا تھا، تمام کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔ 17 جون کو بھی یہی ہوا، خاور پیچھے نہیں ہٹا اور پولیس کی جانب سے آنے والی سیدھی گولیوں کا نشانہ بن کر جامِ شہادت نوش کر گیا۔

اپنے انقلابی خیالات کی ترویج کے لیے خاور نے نقابت اور خطابت کا فن بھی باقاعدہ سیکھا۔ وہ بلا کا خطیب اور شعلہ بیان مقرر تھا۔ مجمع کو اپنی گرفت میں رکھتا اور ان میں اپنی انقلابی فکر اس طرح منتقل کرتا کہ مجلس کے اختتام پر ہر نوجوان کے وہی جذبات ہوتے جو خاور شہید کے ہوتے۔ خاور کی زندگی کا یہ پہلو بھی بہت اہم تھا کہ وہ ہر وقت خوش رہتا تھا اور دوسروں کو بھی خوش رکھتا تھا۔ بہت ہنس مکھ تھا۔ ہر ایک سے دوستی رکھنے والا اور بہت ملن سار تھا۔ کبھی کسی نے اسے پریشان نہیں دیکھا۔

شہید خاور ایک محنتی طالب علم تھا جو پڑھ لکھ کر ملک و قوم کی خدمت کرنا چاہتا تھا، لیکن ظالم و جابر حکمرانوں نے اسے اس کا موقع نہ دیا جس سے قوم ایک مخلص، محنتی اور جفاکش فرزند سے محروم ہوگئی۔ اگرچہ آج شہید خاور ہم میں نہیں اور اسے ہم سے جدا کردیا گیا ہے۔ لیکن ہم عہد کرتے ہیں کہ وطن عزیز میں حقیقی تبدیلی کے جو خواب اُس نے اپنی آنکھوں میں سجا رکھے تھے، دنیا کو اس کی عملی تعبیر بہت جلد دکھا کر دم لیں گے۔

۵۔ عاصم حسین شہید

عاصم حسین شہید لاہور کے نواحی گاؤں مناواں کا رہائشی تھا۔ پانچ بھائیوں میں اس کا چوتھا نمبر تھا۔ وہ بی ٹیک کا طالب علم تھا، مگر نامساعد گھریلو حالات اور کشیدہ معاشی صورت حال کے باعث ملازمت بھی کر رہا تھا اور اپنے غریب والد کا ہاتھ بٹاتا تھا۔ وہ نہایت لائق طالب علم تھا، ہمیشہ اپنی کلاس میں پہلی پوزیشن لیتا رہا۔ دیگر ہم عمر نوجوانوں کی طرح اس

نے بھی بڑے حسین خواب اپنی آنکھوں میں سجائے ہوئے تھے جن کی عملی تعبیر کے لیے وہ دن رات جد و جہد کرتا تھا۔ وہ ہر وقت وطن عزیز اور پاکستانی نوجوان کے لیے فکر مند رہتا تھا۔ وہ یہ سوچ کر اندر ہی اندر کڑھتا تھا کہ میرے وطن کے پڑھے لکھے نوجوانوں کا مقدر کب بدلے گا۔ عوام کی بے حسی پر عاصم شہید کو ہر وقت پریشانی لاحق رہتی تھی۔ وہ کہتا تھا کہ ہم قربانی دے کر جب اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر ہماری قوم اٹھے گی۔

وہ قائداعظم اور علامہ اقبال کے اَفکار کے مطابق نوجوانوں کے شعور کی بیداری کی جد و جہد میں مشغول رہتا۔ روزگار کے معاملات سے فارغ ہو کر جب گھر واپس لوٹتا تو پڑھنے لکھنے کے خواہش مند دوست احباب کو لکھنا پڑھنا سکھاتا۔ انہیں آدابِ زندگی اور معاشرے کے اندر رہنے کا ڈھنگ سکھاتا۔ اس نے ایک لائبریری بھی قائم کر رکھی تھی تاکہ عوام میں شعورِ علم و آگہی پیدا ہو، وہ کتابوں اور سی ڈیز کے ذریعے عامۃ الناس تک شعور کی بیداری کا پیغام پہنچاتا تھا۔ تعلیم بالغاں میں اس کے پاس بیس پچیس اَفراد کا گروپ تھا، جنہیں وہ تعلیم دیتا اور دینِ اسلام کی باتیں سمجھاتا اور صبر اور عزم و استقلال کی تلقین کیا کرتا تھا۔

ایک انقلابی کارکن کی حیثیت سے دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ اس کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے رفقاء کار بتاتے ہیں کہ وہ عظیم انقلابی تھے، ان کا دھیان ہر وقت انقلاب کی طرف رہتا تھا۔ وہ اپنا سب کچھ انقلاب کے لیے وقف کر چکے تھے۔ وہ ہمیشہ اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے یہی کہتا کہ میں انقلاب کے لیے ہوں؛ یہ میری بائیک، میرا موبائل اور میری جان، میرا سب کچھ انقلاب کے لیے وقف ہے۔

عاصم حسین شہید کے قریبی دوست افضل اور محمد اعظم چشتی نے بتایا کہ عاصم ہمارا بہت اچھا دوست تھا۔ شہادت والے دن اس نے دوستوں کو گھر میں آ کر بتایا کہ قائدِ محترم کے گھر پر پولیس والوں نے حملہ کر دیا ہے اور ہم بارہ چودہ دوستوں کو عاصم بھائی ساتھ لے کر گئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ پولیس کی بھاری نفری جدید ترین ہیوی اسلحہ کے ساتھ وہاں موجود تھی۔ وہ وقفے وقفے سے نہتے اور پرامن لوگوں پر حملہ کر رہے تھے۔ کبھی فائرنگ کرتے تو کبھی آنسو گیس کے شیل پھینکتے اور کبھی معصوم لوگوں اور خواتین پر لاٹھی چارج کرتے۔ آخری مرتبہ جب پولیس نے گیارہ ساڑھے بجے کے قریب حملہ کیا تو اس وقت انہوں نے بے دریغ سیدھی گولیاں چلائیں۔ اس موقع پر وہ اپنے دوستوں سمیت سب کو پیچھے کر رہے تھے، ایک پولیس والے نے سیدھی فائرنگ کی تو گولی ان کی گردن میں جا لگی۔ ہم انہیں اٹھا کر دوڑے مگر بے سود۔ آپ شہید ہوگئے۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہمارے اپنے محافظ ہمارے خون کے پیاسے بن گئے ہیں۔ وہ جس نے ہمیں لکھنا پڑھنا سکھایا، ہمیں انسانیت کے اصول سکھائے اور ہمارے اندر حب الوطنی کا جذبہ پیدا کیا آج دوسروں کی جان بچاتے بچاتے خود درندگی کا نشانہ بن گیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

عزت کسی شخص کی محفوظ نہیں ہے — اب تو اپنے ہی نگہبانوں سے ڈر لگتا ہے
ڈنکے کی چوٹ پر ظالم کو برا کہتا ہوں — مجھے سولی سے نہ زندانوں سے ڈر لگتا ہے

افضل نے مزید بتایا کہ ہم نے خود دیکھا ہے کہ ایک پولیس والا بائیک پر وردیاں لے کر آیا ہے اور اپنے ساتھ موجود عام کپڑوں میں ملبوس بعض افراد کو وہ وردیاں پہنائی ہیں۔ سارے دوست متفکر بھی تھے کہ یہ پولیس والا وردیاں کیوں لے کر آیا ہے، پھر ان کو اسلحہ بھی دیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ہمارے اوپر فائرنگ کی۔ ان کے سرپرستی کرنے والا ڈی آئی جی انہیں شاباش دے رہا تھا۔ وہ ہماری طرف دیکھ کر بہت گندی گالیاں بھی نکال رہے تھے کہ اب ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔

لڑنا تو بہت دور کی بات ہے، عاصم نے کبھی کسی کو گالی بھی نہیں دی۔ اگر کوئی بدتمیزی بھی کرتا تو اس کے ساتھ

پیار سے پیش آتے کہ بھائی ابھی چلے جاؤ آپ غصے میں ہو، جب غصہ ختم ہوگا تو پھر پتہ چلے گا کہ آپ نے ہی غلط کام کیا ہے۔ عاصم شہید قوم اور ملک لیے سچا جذبہ رکھنے والا نوجوان تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ میں پاکستان کے مظلوم عوام کے حقوق کے لیے لڑتا رہوں اور شہید ہوجاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش پوری کردی۔

عاصم شہید کے ایک اور دوست نے بتایا کہ میں نے اپنی زندگی میں ان جیسا صالح نوجوان نہیں دیکھا۔ اس لیے میں کہتا تھا کہ اگر کسی نے نوجوان ولی کو دیکھنا ہے تو وہ عاصم بھائی کو دیکھے۔ وہ صاحب علم، باعمل اور باادب نیک نوجوان تھا۔ اس کے اندر خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، وہ انسانیت کا قدر دان اور دوستوں کا دوست تھا، اگر کوئی شخص اس سے ایک دفعہ مل لیتا تھا تو یہ سمجھتا تھا کہ شاید اس کے ساتھ میرا صدیوں پرانا تعلق ہے۔ اس کی زندگی میں دنیا داری کی کوئی شے نہیں تھی۔ خدا جانے وہ پیدائشی ولی تھا یا اس کو اس مشن پر قربان ہونے کے لیے ہی بھیجا گیا تھا۔ بہرحال اس جیسا انسان دنیا میں بہت کم ملتا ہے۔ وہ ہمیشہ پرامن رہا اور ہر وہ عمل بجا لاتا جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہو۔ شہادت کے بعد عاصم اپنے چند دوستوں کو خواب میں ملے۔ ایک دوست نے کہا کہ آپ تو شہید ہوگئے تھے؟ عاصم نے جواب دیا کہ جب تک انقلاب نہیں آتا میں آپ کے ساتھ ہوں۔

۶۔ محمد عمر صدیق شہید

بیس سالہ نوجوان محمد عمر صدیق شہید اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ محمد عمر صدیق شہید کے والدین بتاتے ہیں کہ وہ بہت لائق اور ذہین تھا۔ ہر امتحان میں فرسٹ آتا تھا۔اس نے چھ ماہ پہلے سول انجینئرنگ کے کورس DAE میں ٹاپ کیا تھا۔ مزید تعلیم کے لیے پنجاب یونی ورسٹی میں داخلہ ٹیسٹ کی تیاری کر رہا تھا۔ وہ والدین کا بہت فرمانبردار تھا۔ قائد اعظم اس کے آئیڈیل تھے اور علامہ اقبال سے بہت محبت رکھتا تھا۔ وہ وطن عزیز کی خاطر جان کی قربانی کے لیے ہر وقت تیار رہتا اور مصطفوی اِنقلاب کی خاطر جوانیاں لٹانے کے خواب دیکھتا تھا۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا دیوانہ تھا اور ان سے والہانہ محبت کرتا تھا۔ مشن کے ہر پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔ وطن سے محبت اور دین کی خدمت کا جذبہ اس کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ تمام اُمورِ خیر کی بجا آوری سعادت سمجھتا تھا، جیسے اعتکاف بیٹھنا، محافل میں شرکت، اذان دینا وغیرہ۔ اللہ تعالی نے اسے لحنِ داؤدی سے نوازا تھا اور وہ بہت ہی پیاری نعتیں پڑھتا تھا۔

خدمتِ خلق کا جذبہ اس کے اندر ودیعت تھا۔ ہر کسی کے کام آنا اس کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونا، ان کی ضروریات میں ہاتھ بٹانا اور دوسروں کی تکالیف دور کرنا اس کے لیے سب سے بڑی سعادت تھی۔

عمر بہت نیکو کار، پرہیزگار اور دین سے محبت کرنے والا نوجوان تھا۔ وہ ہر وقت دین کی باتیں کیا کرتا تھا۔ محلے میں کبھی کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کیا۔ اپنی بہنوں کا بہت خیال رکھتا تھا۔ ان کی ہر فرمائش پوری کرتا تھا۔ وہ بڑا باہمت نوجوان تھا۔ اس کے دل میں پسی ہوئی عوام کو ان کا حق دلانے کا عزم تھا۔

سترہ جون کو ہونے والی ریاستی دہشت گردی کے موقع پر وہ دفاعی لائن میں سب سے آگے تھا۔ پولیس جب لاٹھی چارج اور شیلنگ کرتی تو وہ دوسروں کو پانی پلاتا تھا۔ عمر کی شہادت اُن بہنوں پر اِحسان ہے کہ جن کی عزتوں کی خاطر اور جن کے بہتر مستقبل کی خاطر عمر نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اُن ماؤں پر احسان ہے جن کے بیٹوں کے بہتر مستقبل کے لیے عمر نے شہادت کا درجہ پایا۔ عمر صدیق کا پورا گھرانہ منہاج القرآن سے وابستہ ہے۔ وہ ڈاکٹر طاہر

القادری کو ایک سچا عاشق رسول سمجھتے ہیں کیونکہ وہ عشقِ رسول ﷺ کی باتیں کرتے اور لوگوں کو دولتِ دین سے بہرہ یاب کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے عمر صدیق کے والد ہمیشہ اپنے بچوں کو بڑے شوق سے تحریکی پروگراموں میں بھیجتے تھے۔

شہید محمد عمر صدیق کے دوست حسن الیاس نے بتایا کہ محمد عمر صدیق کے ساتھ میرا بچپن بہت اچھا گزرا، ہم اکٹھے پڑھتے رہے۔ محمد عمر صدیق کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو شب و روز معاشرے کی بہتری اور بھلائی کے لیے کوشاں رہے اور انقلابی تبدیلی لانے کی خاطر اپنی زندگی تک قربان کردی۔ عمر کی شہادت میں ہمارے لیے یہ پیغام ہے کہ:

ہمیں ظالم سے کہنا ہے، لہو تو اپنا کہنا ہے — ہمیں اب چپ نہیں رہنا، ستم کوئی نہیں سہنا
تم اپنا جبر دکھلاؤ، ہمارے حوصلے دیکھو — چٹانوں سے کڑے ہیں جو، وہ سارے ولولے دیکھو

۷۔ صفدر حسین شہید

صفدر حسین ولد علی محمد 1963ء میں شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اور قرآن حکیم ناظرہ کی تعلیم وہیں حاصل کی۔ وہ نہایت ذہین تھے اور بچپن سے ہی تعلیم حاصل کرنے کا شدید شغف رکھتے تھے، مگر حالات کی ستم ظریفی نے اَوائل عمری میں ہی کسبِ معاش اور خاندان کا بارِ گراں اٹھانے پر مجبور کردیا تھا۔ انہوں نے شبانہ روز محنتِ شاقہ کے بعد سبزی منڈی میں اپنی دوکان بنالی جس سے اچھا گزر اوقات ہونے لگا۔ مگر ملکی معیشت کی بگڑتی صورتِ حال کی وجہ سے یہ کاروبار زیادہ عرصہ نہ چل سکا اور بالآخر بند ہوگیا۔ تاہم عزم و ہمت کے پیکر مردانِ خدا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ حکیم الامت نے کیا خوب کہا تھا:

گر کھو گیا اِک نشیمن تو کیا غم — مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں

صفدر حسین بچپن سے ہی جرأت مند اور تسلیم و رضا کے پیکر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا پر ہمیشہ سجدۂ شکر بجا لاتے اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی عطا پر راضی رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ ان کا یہ پختہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رِزق انسان کے مقدر میں لکھ دیا ہے جسے مناسب تگ و دو کے بعد ہی حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس کے لیے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

کاروباری لین دین کے دوران ایک دفعہ منہاج القرآن کے ایک ورکر نے انہیں قائد انقلاب کا ایک خطاب سننے کے لیے دیا۔ انہوں نے یہ کہ کر انکار کردیا کہ میں مولویوں کو نہیں سنتا؛ لیکن وہ کارکن آڈیو کیسٹ دے کر چلا گیا۔ پھر جب ایک دن فرصت پا کر وہ کیسٹ سنی تو لگاتار پانچ مرتبہ سن لی۔ اس کے بعد وہ کیسٹ لے کر اُس ورکر کے پاس آگئے اور کہا کہ یہ شخص کوئی روایتی مولوی نہیں بلکہ جو باتیں یہ بتلا رہے ہیں وہ صرف کوئی محبّ وطن اور انتہائی عالم فاضل شخصیت ہی کہ سکتی ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ ایسے شخص کا کارکن بن کر اس کا ساتھ دینا چاہیے اور یوں منہاج القرآن سے وابستگی اختیار کرلی۔ یوں وہ اَوائل دور میں ہی تحریک منہاج القرآن کے کارکنان میں شامل ہوگئے۔ شیخوپورہ میں تحریک کا پیغام بھرپور طریقے سے پھیلانے میں ان کا کردار انتہائی اہم تھا۔ وہ شیخوپورہ میں تحریک منہاج القرآن کے ناظم تربیت بھی رہے اور شیخوپورہ میں اکثر کارکنان انہی کی کاوشوں سے تحریک میں شامل ہوئے۔ آپ اکثر قائد انقلاب ڈاکٹر طاہر القادری کے خطابات سنتے۔ ہمہ وقت پیار، امن، محبت اور سلامتی کا درس دیتے۔ کسی پریشان حال کی پریشانی آپ سے برداشت نہ ہوتی۔ ہمیشہ غمزدوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیرنے کے متمنی رہتے اور معاشی تنگ دستی کے باوجود غریبوں کی مدد کرتے تھے، چاہے اس کے لیے اُدھار ہی کیوں نہ اُٹھانا پڑے۔

کاروباری خسارے کے بعد صفدر حسین شہید نے ایک ماہر استاد کے پاس حکمت سیکھنا شروع کی اور تھوڑے ہی عرصے میں اس میں کمال مہارت حاصل کر لی۔ ان کے استاد کا کہنا ہے صفدر حسین انتہائی ذہین تھے اور مجھے استاد کہہ کر پکارتے تھے مگر مجھے انہیں شاگرد کہتے ہوئے حیاء آتی کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ خوبیوں کے مالک تھے۔ مرض شناسی اور معاملہ فہمی میں وہ مجھ سے کہیں آگے تھے، کتب کا بغور مطالعہ کیا کرتے تھے اور صوفیاء کے اَحوالِ حیات پڑھنا اور ان کے مطابق زندگی گزارنا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

صفدر حسین شہید ہمہ وقت وطن عزیز سے غربت کے خاتمے اور خوش حالی لانے کے لیے فکر مند رہتے اور قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو اس قوم کا حقیقی قائد تصور کرتے تھے۔ اس ملک کا مقدر بدلنے اور غریبوں کے حقوق کی جنگ لڑنے کے لیے قائد انقلاب کی فکر کا پرچار کرتے اور تحریک کی خدمت کے لیے ہر وقت مگن رہتے۔

شہید کے بڑے بیٹے کا کہنا تھا کہ وہ دو بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ بچپن ہی سے ان کے والد نے انہیں دین اور وطن کی محبت کا درس دیا۔ اُن کی پڑھائی میں ہر قسم کی معاونت کی۔ کسی بھی مضمون میں اگر کوئی مسئلہ ہوتا تو اَحسن طریقے سے اُس کی وضاحت کرتے اور بچے اس پر حیران ہوتے کہ انہوں نے باقاعدہ اسکول میں زیادہ عرصہ نہیں پڑھا لیکن اس کے باوجود پڑھائی میں بہت مدد کرتے تھے۔ اگر گھر میں کوئی معاشی پریشانی ہوتی تو اس پر صبر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کا شکر بجا لانے اور اس کی رضا میں راضی رہنے کی تلقین کرتے۔ اگر کسی معاملے میں ان کی اہلیہ پریشان ہوتیں تو اکثر انہیں کہتے تھے کہ صبر اور حوصلے سے کام لیا کریں، کل کی کیا خبر! اگر میں چلا گیا تو بچوں کو تمہی نے سہارا دینا ہے اور ان کی تربیت کرنی ہے۔

شہادت سے چند روز قبل چھوٹے بیٹے نے خواہش ظاہر کی کہ وہ قائد انقلاب سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اِس بار ضرور ملواؤں گا۔ اُن کی شہادت کے بعد جب یہ بات بیٹے نے قائد انقلاب کو بتائی تو انہوں نے کہا: آؤ! میرے گلے لگ کر ملو۔ یوں بعد از شہادت اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کر دکھایا۔

سانحہ کے روز آپ نے حسبِ معمول رات کو آرام کیا۔ صبح جب خبر ملی کہ پولیس نے ادارہ اور قائد انقلاب کے گھر کا محاصرہ کر رکھا ہے اور عدالتی حکم پر حفاظتی نقطہ نظر سے لگائی گئی رکاوٹیں ہٹانے کی آڑ میں اپنے ناپاک عزائم پورا کرنا چاہتی ہے تو فوراً دیگر کارکنان سے مشاورت کر کے صبح سات بجے مرکزی سیکرٹریٹ پہنچ گئے۔ سب سے پہلے گوشہ درود میں حاضری دی اور پھر 'القادریہ' چلے گئے۔ آپ کے ایک ساتھی نے بتایا کہ آپ مسلسل تمام کارکنان کو اپنے قائد کے فرامین کی تلقین کرتے اور پر امن رہنے کا درس دیتے رہے۔ آخری وقت میں جب پولیس نے سر عام کارکنان پر فائرنگ شروع کر دی تو آپ اس وقت وہیں موجود تھے اور ایک گولی آپ کے چہرے اور سر کے آر پار ہوگئی۔ یوں وطن کی محبت میں اپنی زندگی وقف کر دینے والے نے غریبوں کے چہروں پر مسکراہٹ لانے کے لیے راہِ انقلاب میں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سرِ میداں مگر جھکی تو نہیں

۸۔ شہباز علی مصطفوی شہید

شہباز علی مصطفوی شہید 1994ء میں مرید کے میں پیدا ہوا۔ اُس کے والد اظہر حسین ایک قریبی فیکٹری میں مشین آپریٹر کی ملازمت کرتے ہیں۔ اس کے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ تمام بہن بھائیوں کا باہمی پیار قابلِ رشک ہے۔ شہباز شہید نے اپنا بچپن تعلیم اور محنت مزدوری میں صرف کیا۔ مڈل کلاس تک تعلیم مرید کے میں ہی حاصل کی۔ اس کے

بعد اپنے والد کے کندھوں سے بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر خراد کا کام شروع کر دیا جو گزشتہ 6 سال سے جاری تھا۔ گزشتہ برس جب اُس نے محسوس کیا کہ اب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہوگیا ہے تو حصولِ علم کا سلسلہ دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور تیاری کر کے حال ہی میں نویں جماعت کا امتحان دیا تھا۔

اتنی کم عمری میں شہباز میں سوچ کی پختگی قابلِ رشک تھی۔ اپنے والدین کے نہایت فرماں بردار اور لاڈلے شہباز مصطفوی کی طبیعت نہایت ہنس مکھ اور ہمہ وقت خوش وخرم رہنے والی تھی۔ اپنے بہن بھائیوں سے ہمیشہ نرم مزاجی سے پیش آتا، اگر کسی وجہ سے بھائی غصہ کرتے تو انہیں حوصلہ رکھنے اور شیطانی وساوس سے پاک رہنے کی تلقین کرتا حتیٰ کہ والدگرامی بھی جب حالات سے پریشان ہو جاتے تو ان کی بھی دل جوئی کیا کرتا۔

شہباز شہید کو تحریک منہاج القرآن میں شمولیت اختیار کیے ابھی چند ماہ ہی ہوئے تھے۔ ہوا یوں کہ اکیڈمی جاتے ہوئے راستے میں اسے قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے مختلف موضوعات پر خطابات سننے کا موقع ملا۔ ان خطابات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و اِطاعت پر مبنی روح پرور حلاوت اور عوامی مسائل پر حقیقت پسندانہ تجزیات نے اُس کے دل و دماغ میں ایک ہلچل پیدا کر دی اور اُس نے اِس مردِ حق کا دست و بازو بن کر اِنقلابی جد و جہد میں شرکت کا فیصلہ کر لیا۔ اتنی کم عمر میں بظاہر کسی ظاہری سنگت کے بغیر ایسا فیصلہ کر لینا ایک غیر معمولی امر لگتا ہے۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب اس کے سفرِ شہادت کا اُلوہی بندوبست تھا۔

17 جون 2014ء بروز منگل صبح چھ بجے جب اُسے مرکزی سیکرٹریٹ اور قائد انقلاب کے گھر پر پولیس کے حملہ کی خبر ملی تو وہ فوراً مرکز پہنچ گیا۔ مرکزی قیادت کی ہدایت پر 'القادریہ' کی حفاظت پر مامور دیگر افراد کے ہمراہ اپنی ذمہ داری نبھا رہا تھا کہ درندہ صفت پنجاب پولیس کی دہشت گردانہ فائرنگ شروع ہوگئی اور ایک گولی سیدھی محمد شہباز کی گردن میں پیوست ہوگئی۔ شدید زخمی حالت میں جناح ہسپتال لایا گیا جہاں مسلسل آٹھ دن تک زیرِ علاج رہا۔ 23 جون کو جب شیخ الاسلام کینیڈا سے سیدھے جناح ہسپتال کارکنان کی عیادت کے لیے پہنچے تو سب سے پہلے محمد شہباز کے پاس اس کے بیڈ نمبر بیس پر پہنچے اور اسے بوسہ دیا اور اس کی صحت و سلامتی کی دعا کی۔ اُسی دن زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور وہ خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ گویا محمد شہباز اپنے قائد سے ملاقات کا منتظر تھا۔ اس کی اپنے قائد سے پہلی ملاقات ہی آخری ٹھہری۔ یہ اس حقیقت کا اظہار ہے کہ جس محبت اور عقیدت کی بنیاد اِخلاص پر قائم ہوتی ہے، وہ ظاہری ملاقات کی محتاج نہیں ہوتی۔

محمد شہباز نے بن دیکھے محض تقاریر سن کر اپنے قائد سے کامل اِخلاص پر مبنی ایسی محبت اختیار کی کہ جس پر ہزاروں کارکنوں کی پرخلوص محبتیں فخر کر سکتی ہیں۔ اُسی روز سہ پہر 3 بجے مرکزی سیکرٹیریٹ میں صفہ ہال کی چھت پر قائد انقلاب کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ پھر شہباز کے جسد خاکی کو اس کے آبائی علاقہ مریدکے کے محلّہ بلال پارک میں لایا گیا اور وہاں سے قبرستان تک ہزاروں لوگوں نے اس کی چارپائی کو کندھا دیا۔ جنازے پر جگہ جگہ پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ اس عاشق صادق جیسا جنازہ مریدکے کی تاریخ میں پہلے کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تاقیامت اس پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

چھوڑ جاتے جو نہ ہم نقشِ پا اپنے کوئی ہوتا نہ تیری راہ گزر سے آگاہ

۹۔ محمد اقبال شہید

محمد اقبال شہید 1968ء میں نارووال میں پیدا ہوئے اور یہیں ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں اہل خانہ سمیت لاہور منتقل ہوگئے۔ چونکہ ان کا گھر اور زمین سیلابی علاقے میں تھے، اس لیے اکثر سیلابی تباہیوں کے نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا۔ زمانہ طفلی میں آپ نے ایک شخص کو مسجد میں محراب بناتے دیکھا تو دل میں حسرت جاگی کہ کیوں نہ خانۂ خدا کی آرائش و زیبائش کو ہی اپنا پیشہ و مقصد بنا لیا جائے۔

لاہور میں آکر آپ کے کندھوں پر ذمہ داری بھی بڑھ گئی اور آپ نے ایک ماہر محراب ساز کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا اور کچھ ہی عرصہ میں انتہائی مہارت حاصل کر لی۔ اسی دوران آپ نے شادی کی۔ آپ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ اپنے اہل خانہ کی پرورش کے ساتھ بھائی اور اپنی بہن کے گھر کا تمام خرچ ادا کرتے تھے، اور اپنے ساتھ کام کرنے والے مزدوروں اور مزید پانچ گھرانوں کی کفالت بھی کرتے تھے۔ آپ نے ہمیشہ غریب کی دل جوئی کی۔ بے آسرا و نادار لوگوں کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ دکھی انسانیت کے لیے ہمیشہ متفکر رہتے۔ فراخ دلی آپ کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک تھی۔

تحریک منہاج القرآن میں شامل ہونے کا واقعہ کچھ اس طرح سے ہے کہ 1983ء میں حسبِ معمول آپ سائیکل پر سوار اپنے کام پر جا رہے تھے تو اتفاق مسجد کے قریب سے ان کا گزر ہوا۔ ان دنوں قائد انقلاب ڈاکٹر طاہر القادری اتفاق مسجد میں خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے۔ آپ ان کے خطاب سے بہت متاثر ہوئے اور اس کے بعد ہر نمازِ جمعہ اتفاق مسجد میں ادا کرنے لگ گئے۔ یوں آپ کا دل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں پختہ تر ہوتا چلا گیا۔ آپ نے اسی وقت تحریک بھی جوائن کر لی۔ آپ کا رکنیت نمبر 187 تھا۔ مشن کے ہر پروگرام اور جلسہ میں شامل ہوتے۔ لیکن جب تنظیمی مجالس میں شرکت کے لیے آپ کو بلایا جاتا تو کہتے کہ جب جان دینے کی باری آئے گی تو مجھے بلا لینا۔

آپ کے چھوٹے بیٹے کہتے ہیں کہ ابو جان جب کام سے واپس گھر آتے تو روزانہ ہمیں کچھ وقت ضرور دیتے تھے۔ ہمیں دین کی باتیں بتاتے، رسول اکرم ﷺ کی سیرت سے آگاہ کرتے۔ ہمیں رہنے سہنے کے طریقے بتاتے اور ہمیشہ کہتے کہ دین کے لیے اپنا مال اور جان دینے سے کبھی نہیں گھبرانا چاہیے۔ آپ کا ہمیشہ معمول تھا کہ رات کو سوتے وقت باوضو ہو کر سورۃ یٰس پڑھ کر سوتے۔ نرم مزاج اس قدر تھے کہ اگر آدھی رات کو بھی کسی نے دروازہ پر دستک دے کر کوئی چیز یا مدد مانگی تو اسی وقت اس کی مدد کرتے تھے۔

اس عظیم سانحہ کے روز پولیس کی بربریت کا سن کر انہیں یوں لگا جیسے انہیں فرض نے پکارا ہے۔ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر مرکز کی طرف دوڑے اور قائد کی تحریک کے دفاع میں ڈٹ گئے اور اس وقت تک ڈٹے رہے جب تک اپنی جان قائد کے لیے قربان نہ کر دی۔ آپ مرکز کے سامنے ہی جمے رہے۔ جب پولیس نے مرکزی سیکرٹریٹ پر فائرنگ کی تو ایک گولی آپ کے کندھے اور ایک گولی گردن میں آ لگی جس سے آپ موقع پر ہی شہید ہوگئے۔

بڑا ہے درد کا رشتہ، یہ دل غریب سہی   تمہارے نام پہ آئیں گے غم گسار چلے!

۱۰۔ غلام رسول شہید

غلام رسول شہید 1958ء میں شکر گڑھ کے نواحی علاقے میں پیدا ہوئے۔ آپ نے میٹرک تک تعلیم گورنمنٹ ہائی اسکول شکر گڑھ سے حاصل کی۔ 1974ء میں میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ نے پاکستان ایئر فورس میں بطور

ائیر مین شمولیت اختیار کر لی۔ پاک وطن کی محبت آپ کی رگ و پے میں رچی بسی تھی۔ حریت پسندی کے حامل لازوال ملی جذبے سے ہمہ وقت سرشار رہتے۔ یہی جذبہ انہیں پاکستان ائیر فورس میں لے آیا۔ وطن کی حفاظت کا جذبہ انہیں ہر وقت آمادۂ کار رکھتا۔ چنانچہ عمومی سوچ کے برعکس انہوں نے عظیم مشن کے حصول کی خاطر اپنی سروسز پاکستان ائیر فورس کو مہیا کیں۔

آپ نے ائیر فورس کے مختلف شعبوں میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیم کو بھی جاری رکھا۔ چنانچہ 1982ء میں یونی ورسٹی آف بلوچستان کوئٹہ سے گریجویشن کا امتحان پاس کیا۔ علاوہ ازیں مختلف ٹیکنیکل اور الیکٹرانک ڈپلومہ بھی حاصل کیے۔ آپ کو Radio and Electronics Equipment میں بھی خاص مہارت حاصل تھی۔ اپنی جوانی کے اٹھارہ سال ملک کے فضائی دفاع میں بھرپور انداز میں بسر کیے اور نومبر 1993ء میں بطور سینئر چیف ٹیکنیشن (نان کمشنر آفیسر) ریٹائرمنٹ حاصل کی۔

آپ حساس دل کے مالک تھے۔ ملکی حالات پر اکثر پریشان ہو جاتے اور خودغرض حکمرانوں سے نجات کے متمنی رہتے۔ ملکی حالات پر ان کی نظر بڑی گہری تھی کہ کس طرح پاکستان کے مسائل حل ہوسکتے ہیں؟ یہاں کیسے انصاف کا بول بالا ہوسکتا ہے؟ وہ کیا طریقہ کار ہے جس سے غریبوں کے چولہے جل سکیں اور انہیں بھی دو وقت کی روٹی میسر آسکے۔ اس سلسلے میں وہ اپنے حصے کا چراغ جلا کر معاشرے سے اندھیروں کو دور کرنے میں عمر بھر کوشاں رہتے۔

پشاور میں ائیر فورس کی ملازمت کے دوران ایک بار انہیں قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خطاب سننے کا موقع ملا۔ اگرچہ وہ مختلف علماء و مشائخ کے خطابات پہلے سے ہی سنتے رہے تھے لیکن ان کی باتیں دل میں اتر گئیں اور جان لیا کہ یہ ایسا مردِ قلندر ہے جس کی رفاقت میں جان بھی چلی جائے تو کوئی پرواہ نہیں۔ چنانچہ ریٹائرمنٹ کے بعد تحریک منہاج القرآن میں شمولیت اختیار کر کے قائد کی انقلابی جد و جہد میں تن من دھن سے حصہ لینا شروع کر دیا۔ آپ قائد انقلاب کو سچا عاشق رسول سمجھتے تھے اور آپ کی قیادت میں انفرادی و اجتماعی اصلاح کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ قائد کی محبت میں یہ خود عشق رسول ﷺ کے رنگ میں رنگے جا چکے تھے۔ ہر وقت محبت رسول ﷺ ان کے دل میں موجزن رہتی اور یہی دردِ محبت وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالنے میں کوشاں رہتے۔

موجودہ دور میں دین کے تمام تقاضے پورے کرنے کے لیے منہاج القرآن کی وسعت، ہمہ گیریت اور جامع حکمت عملی کو ناگزیر جانتے تھے اور خواہش رکھتے کہ خدا کرے کسی طرح تمام جماعتیں ایسے ہی رویے کو اپنا لیں تاکہ معاشرے میں امن قائم ہوسکے۔ آپ کے بیٹے کا کہنا ہے کہ ابو جان ہمیشہ ہمیں حسن سلوک اور اخلاقیات سکھاتے تھے، حلال کمانے اور غریبوں کی خدمت کا درس دیتے تھے۔ ہر تاریخی اور مذہبی واقعہ کے بارے میں مکمل تاریخ اور جامع معلومات رکھتے تھے۔ ڈور ٹو ڈور انقلابی مہم میں آپ صبح و شام لگے رہتے اور یقین رکھتے تھے کہ اس ملک کا مقدر ضرور بدلے گا۔

شہادت سے قبل شب قائد تحریک سے اپنی محبت کے اظہار میں اپنے اہل خانہ سے کہا کہ میں نے اپنے دل میں عہد کر رکھا ہے کہ مشن پر جب بھی کڑا وقت آیا تو پیٹھ نہیں پھیروں گا بلکہ انقلاب کے لیے اپنے سینے پر گولیاں کھاؤں گا۔ انہوں نے یہ بات اگلی صبح ہی سچ ثابت کر دکھائی۔ 17 جون کو انہوں نے ریاستی دہشت گردی کے سامنے علم حق بلند کیے رکھا اور صبح انقلاب کے لیے اپنی جسم و جان کا نذرانہ سینے اور گردن پر تین گولیاں کھا کر ادا کر دیا۔ اپنے خون کو مشن کی خاطر خاک پر بہا کر انقلاب کی ایسی عظیم بنیاد رکھ دی جس کو کبھی زوال نہیں آسکتا۔ خدا ایسے پاک طینت عاشقوں پر ہمیشہ اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ آمین

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن　　خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

سانحہ ماڈل ٹاؤن

ریاستی دہشت گردی پر مقتدر طاقتوں کی خاموشی!

لمحہ فکریہ!

عین الحق بغدادی

ایک سال گزرنے کے باوجود شہداء کے ورثاء انصاف کی تلاش میں ہیں

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ’’ سیاست نہیں ریاست بچاؤ ‘‘ کے نعرہ نے موجودہ فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام کے محافظوں کی صفوں میں ہلچل پیدا کردی۔ گذشتہ سال حقیقی جمہوریت کے قیام، فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام کے خاتمہ اور عوام کو اُن کے بنیادی حقوق کی بحالی کے لئے قائد انقلاب کے دس نکاتی انقلابی منشور اور 23 جون 2014ء کو وطن واپسی کے اعلان سے جبر اور استحصال کی مقتدر قوتوں اور سرمایہ دارانہ و جاگیردارانہ پس منظر کے حامل کرپٹ سیاستدانوں کو اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا تو انہوں نے اپنے اقتدار کو بچانے کیلئے ہر مذموم کوشش کو بروئے کار لانے کا فیصلہ کیا۔

اس ضمن میں 17 جون 2014ء کو ماڈل ٹاؤن میں واقع قائد انقلاب کی رہائش گاہ اور مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن کے آس پاس سڑکوں پر لگے بیریئرز ہٹانے کے بہانے پنجاب پولیس کے مسلح اہلکاروں نے حکومتی ایماء پر ریاستی دہشت گردی کا بدترین مظاہرہ کیا اور نہتے کارکنان پر سیدھی گولیاں برسائیں، جس کے نتیجے میں دو خواتین سمیت 14 افراد شہید اور 90 افراد شدید زخمی ہوگئے۔ اس دوران خواتین، بچوں اور بوڑھوں پر بہیمانہ تشدد کیا گیا۔ اِن تمام مناظر کو متعدد TV چینلز نے براہِ راست نشر کیا۔

حکمرانوں کی طرف سے کھیلے گئے اس المناک خونی کھیل کا مقصد قائد انقلاب کو ظلم کے نظام کے خلاف جدوجہد سے روکنا اور انہیں خوفزدہ کرنا تھا تاکہ وہ پاکستان آنے کا اپنا ارادہ بدل دیں۔ مزید یہ کہ عوام الناس میں بھی خوف و ہراس پیدا ہو اور وہ بھی اس فرسودہ سیاسی نظام کے خلاف قائد انقلاب کے ساتھ مل کر حکمرانوں کے خلاف کھڑے ہونے کی جرأت نہ کریں۔ اس سانحہ کے دوران قائد انقلاب کی ہدایات کے مطابق مٹھی بھر کارکنان، طلبہ و سٹاف ممبران نے نہایت بردباری کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ پولیس آپریشن کے دوران مرکز کی انتظامیہ نے مرکزی سیکرٹریٹ اور قائد انقلاب کی رہائش گاہ پر تعینات سیکیورٹی گارڈز سے لائسنس یافتہ اسلحہ بھی لے لیا جسے انہوں نے سخت اشتعال انگیزی اور اپنی حفاظت کے قانونی جواز کے باوجود استعمال کرنے سے اجتناب کیا۔

ہماری قومی تاریخ کے اس المناک واقعہ کو ایک سال بیت چکا ہے مگر مسندِ اقتدار پر فائز اس سانحہ کے ذمہ داران اپنی طاقت پر نازاں اور قانون کی گرفت سے آزاد دندناتے پھرتے ہیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے تناظر میں گذشتہ 1 سال میں جو کچھ ہوا زیرِ نظر تحریر میں اس کی تفصیلات نذرِ قارئین ہیں:

جوڈیشل کمیشن کا قیام

اس سانحہ کے رونما ہونے کے بعد 17 جون 2014ء کو ہی وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے سانحہ ماڈل ٹاؤن سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس سلسلہ میں اس طرح کے کوئی احکامات صادر نہیں کیئے اور نہ ہی میرے علم میں یہ بات ہے کہ یہ آپریشن رات 1 بجے سے جاری ہے۔ صبح میٹنگ کے دوران مجھے اس واقعہ کی اطلاع ملی تو میں نے پولیس کو وہاں سے فوراً واپس آجانے کے احکامات صادر کیئے۔ اس پریس کانفرنس میں انہوں نے اصل حقائق جاننے کے لئے جوڈیشل کمیشن بنانے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اگر جوڈیشل کمیشن نے سانحہ ماڈل ٹاؤن میں ملوث ہونے پر میری طرف اشارہ بھی کیا تو میں مستعفی ہو جاؤنگا۔

حکومت پنجاب نے لاہور ہائیکورٹ کے جج مسٹر جسٹس علی باقر نجفی پر مشتمل ایک رکنی کمیشن تشکیل دیا۔ اس دوران پنجاب کے حکمران سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے مختلف وضاحتیں کرتے رہے، کبھی کہتے کہ پولیس کو صرف رکاوٹیں ہٹانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔۔۔کبھی کہتے کہ ان رکاوٹوں کی وجہ سے ماڈل ٹاؤن کے شہری پریشان تھے۔۔۔کبھی کہتے کہ منہاج القرآن سے بڑی مقدار میں اسلحہ برآمد ہوا ہے۔۔۔کبھی یہ دعویٰ کرتے پائے گئے کہ گولیاں منہاج القرآن کی طرف سے چلائی گئیں۔۔۔مگر اس سلسلہ میں کوئی گواہ اور ثبوت پیش نہ کر سکے۔

☆ 19 جون 2014ء کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ ایس ایچ او کی مدعیت میں تھانہ فیصل ٹاؤن میں درج کیا گیا جس میں اس واقعے کی ساری ذمہ داری منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی قائدین اور کارکنان پر ڈال دی گئی۔ گویا قاتلوں نے مقتولوں کے ورثاء ولواحقین پر مقدمہ دائر کردیا۔ ایک طرف جوڈیشل کمیشن بنانے کا اعلان کیا گیا کہ تحقیقات ہوں گی اور دوسری طرف خود ہی ہم پر مقدمہ بھی درج کرادیا۔ یہ اقدام حکمرانوں کی بدنیتی کو ظاہر کرتا ہے۔

جوڈیشل کمیشن کے اختیارات

19 جون کو ہی جسٹس علی باقر نجفی کی سربراہی میں جوڈیشل کمیشن نے تحقیقات کا آغاز کیا تو تحقیقات کے پہلے روز ہی حکام نے کمیشن سے تعاون نہ کیا اور ادھوری رپورٹس کے ساتھ پیش ہوکر غیرضروری ابحاث میں الجھے رہے۔ ظلم کی انتہا ہے کہ وزیرِاعلیٰ کے اپنے بنائے ہوئے جوڈیشل ٹریبونل کو 20 جون 2014ء کو جو مراسلہ بھیجا گیا اس میں قتل کی منصوبہ بندی کرنے والے کا تعین کرنے کا اختیار دیا گیا تھا مگر ٹھیک 7 دن کے بعد 27 جون کو نیا مراسلہ ہوم سیکرٹری نے جاری کیا جس میں منصوبہ ساز کے تعین کرنے کا اختیار واپس لے لیا گیا۔ اگرچہ حکومت پنجاب نے جوڈیشل کمیشن اپنی مرضی کا بنایا تھا اور پولیس پر مضبوط کنٹرول ہونے کی وجہ سے یقین تھا کہ کلین چٹ مل جائے گی مگر حکومتی ایماء پر قانون کے ماہرین نے پھر بھی جوڈیشل کمیشن کے اختیارات کو محدود کروا دیا۔ جوڈیشل کمیشن نے سانحہ کی ذمہ داری عائد کرنے کے اختیارات مانگے تو پنجاب حکومت کی طرف سے سیکشن گیارہ کے اختیارات دینے سے انکار کردیا کہ ٹریبونل کا کردار صرف انکوائری تک محدود ہے، کسی پر اس اندوہناک سانحہ کی ذمہ داری ڈالنے کا اختیار ہرگز حاصل نہیں ہے۔

پاکستان عوامی تحریک نے حکومت کی طرف سے تشکیل دیئے گئے اس جوڈیشنل کمیشن کا بائیکاٹ کیا اس لئے کہ ایک طرف مقتولین کے ورثاء اور مظلومین کی طرف سے ذمہ داروں پر ایف آئی آر کاٹنے سے حکومت انکاری تھی اور دوسری طرف ہمارا موقف یہ تھا کہ بے اختیار کمیشن تحقیقات کے تقاضے پورا نہ کر سکے گا اور حکمران کمیشن کی رپورٹ اپنے

مذموم مقاصد کیلئے استعمال کریں گے۔ لہذا مطالبہ کیا گیا کہ وزیراعلیٰ پنجاب اس قتل و دہشت گردی کے اصل ذمہ دار ہیں، ان کے مسندِ اقتدار پر رہتے ہوئے کسی قسم کی غیر جانبدارانہ تفتیش وشہادتوں کا کوئی امکان ہے نہ ہی عدل و انصاف کے تقاضوں کی بجا آوری ممکن ہے۔ لہٰذا وزیراعلیٰ پنجاب اور اس جرم میں شریک وزراء فی الفور مستعفی ہوکر خود کو قانون کے حوالے کریں۔ اسی طرح سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں ملوث جملہ پولیس افسران اور انتظامی عہدیداران بشمول IG، DIG آپریشنز، ہوم سیکرٹری پنجاب، DCO، CCPO، SSPs، SP ماڈل ٹاؤن اور متعلقہ DSPs اور SHOs کو فوری طور پر برطرف کر کے قتل عام، دہشت گردی اور اقدامِ قتل کے جرم میں گرفتار کیا جائے۔ نیز سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور کی آزادانہ، غیر جانبدارانہ تحقیقات کے لیے سپریم کورٹ کے تین ایسے غیر متنازعہ، غیر جانبدار اور اچھی شہرت کے حامل ججز (جن پر متاثرین کو مکمل اعتماد ہو) پر مشتمل بااختیار جوڈیشل کمیشن تشکیل دیا جائے۔ کمیشن کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ وزیراعظم، نامزد وفاقی وزراء، وزیراعلیٰ پنجاب سمیت کسی بھی حکومتی و انتظامی شخصیت یا اہلکار کو طلب کرسکے۔ مزید برآں جوڈیشل کمیشن سانحہ ماڈل ٹاؤن کی تحقیقات کے لئے تحقیقی اداروں کے اچھی شہرت کے حامل اعلیٰ افسران پر مشتمل ہو جن پر متاثرین کو مکمل اعتماد ہو۔

☆ ہماری طرف سے اس سانحہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق کے لئے مشترکہ تحقیقاتی ٹیم (JIT) بنانے کا مطالبہ ہوا تو اس پر بھی حکمرانوں نے جو اصل میں اس واقعہ کے براہ راست ذمہ دار ہیں، اپنی مرضی کے افراد پر مشتمل JIT بنا ڈالی۔ پاکستان عوامی تحریک اور شہداء کے لواحقین کی طرف سے اس حکومتی ٹیم پر بھی عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اس کا بائیکاٹ کیا گیا۔

☆ 4 جولائی کو پاکستان عوامی تحریک کی طرف سے سیشن کورٹ میں درخواست دی گئی کہ PAT کے موقف کے مطابق FIR درج کی جائے۔

☆ مورخہ 9 جولائی 2014ء کو جوڈیشل کمیشن نے وزیراعلی، متعلقہ حکام اور پولیس افسروں کی ٹیلیفونک گفتگو کا ریکارڈ طلب کر لیا۔ علاوہ ازیں کمیشن نے آئی ایس آئی اور آئی بی کے ڈائریکٹرز سے بھی رپورٹ، ریکارڈ اور ٹیکنیکل معاونت مانگ لی۔ جب قاتل حکمرانوں نے دیکھا کہ کمیشن نے ہمارا ٹیلیفونک ریکارڈ بھی مانگ لیا ہے اور آئی ایس آئی اور آئی بی سے معاونت بھی مانگ لی ہے تو انہوں نے کمیشن کے قانونی دائرہ کار پر لاہور ہائیکورٹ میں اعتراض کر دیا۔

☆ مورخہ 10 جولائی 2014ء کو قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن پر قائم ٹریبونل یکطرفہ ہے۔ قاتل پولیس مدعی بن بیٹھی ہے۔ من گھڑت شہادتیں اور جھوٹے ثبوت پیش کئے جا رہے ہیں۔ ٹریبونل کے جج کو چاہیئے تھا کہ اس قتل عام کا حکم دینے والے وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف کو استعفیٰ دینے اور مظلوموں کی مدعیت میں FIR درج کرنے کا حکم دیتا۔ وزیراعلیٰ کے موبائل فون ریکارڈ کی طلبی پر ٹریبونل کے رجسٹرار جوادالحسن کو ہٹا دیا گیا اور اس ٹریبونل کو سانحہ میں ملوث عناصر اور ذمہ داروں کا تعین کرنے کا کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ قتل عام میں ملوث چین آف کمانڈ، چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری، آئی جی پولیس، ڈی آئی جی آپریشنز، ایس پی ماڈل ٹاؤن اور SHOs کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔

☆ مورخہ 13 جولائی 2014ء کو ہمیں اعتماد میں لئے بغیر حکومت کی مرضی کی بنائی گئی مشترکہ تفتیشی ٹیم نے تحقیقات کے دوران اصل ذمہ داران کے بجائے چار ایس پیز اور 20 اہلکاروں کو سانحۂ ماڈل ٹاؤن کا ذمہ دار قرار دے کر ان کے خلاف کارروائی کا فیصلہ تو کر لیا مگر انہیں حکم دینے والے سینئرز کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیا گیا۔

☆ مورخہ 15 جولائی 2014ء کو مشترکہ تفتیشی ٹیم نے وزیراعلی شہباز شریف اور رانا ثناء اللہ سمیت 18 شخصیات کے ٹیلیفون ریکارڈ یک رکنی ٹریبونل جسٹس علی باقر نجفی کو جمع کروا دیا۔

☆ مورخہ 16 جولائی 2014ء کو سانحہ کے ایک ماہ بعد مشترکہ تحقیقاتی ٹیم کی طرف سے جاری ہونے والی فرانزک رپورٹ میں نہ صرف منہاج القرآن کے پانچ سٹوڈنٹس پر فائرنگ کا الزام عائد کیا گیا بلکہ حملہ آور پولیس والوں کی تعداد صرف 15 قرار دی گئی۔ حالانکہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی براہ راست نشریات کے دوران ملک بھر کے میڈیا چینلز نے ہزاروں کی تعداد میں پولیس کو نہتے لوگوں پر بربریت کرتے دکھایا تھا۔

☆ مورخہ 27 جولائی 2014ء کو شہباز شریف نے اپنے بیان حلفی میں اقرار کیا کہ سابق صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ کی زیر صدارت ہونے والے اجلاس میں پولیس آپریشن کا فیصلہ کیا گیا، جس سے وہ مکمل طور پر لاعلم رہے۔

☆ 29 جولائی 2014ء کو منہاج القرآن سیکرٹریٹ پر اس سانحہ کے خلاف پاکستان عوامی تحریک کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ملک بھر سے 40 سے زائد سیاسی، مذہبی، سماجی، علاقائی جماعتوں، علماء، مشائخ، وکلاء اور ہر طبقہ کی نمائندہ مختلف سطحوں پر قائم یونینز، سول سوسائٹی اور NGOs کے نمائندگان نے خصوصی شرکت کی۔ اس کانفرنس میں جاری مشترکہ اعلامیہ میں پولیس حملہ کو ریاستی دہشت گردی، قتل و غارت گری اور حکومتی بربریت وتشدّد کی بدترین مثال قرار دیا گیا۔ کانفرنس میں نہتے اور پُرامن شہریوں پر براہِ راست گولیاں چلانے اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہتی خواتین کو بھی براہِ راست گولیوں کا نشانہ بناتے ہوئے شہید کرنے پر وفاقی وصوبائی حکومتوں اور پولیس انتظامیہ کو متنبہ کیا گیا کہ اِس طرح کے کسی واقعے کو قطعی برداشت نہیں کیا جاسکتا اور اس کے ذِمہ داران کو اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔

کانفرنس میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ منہاج القرآن کی طرف سے تھانہ فیصل ٹاؤن میں دائر کی جانے والی درخواست پر فوری FIR درج کی جائے۔ مشترکہ اعلامیہ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو اِس قتل و دہشت گردی کا اصل ذِمہ دار قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ ان کے مسندِ اقتدار پر رہتے ہوئے کسی قسم کی غیر جانبدارانہ تفتیش وشہادتوں کا کوئی امکان ہے اور نہ ہی عدل و انصاف کے تقاضوں کی بجا آوری ممکن ہے۔ لہٰذا وزیر اعلیٰ پنجاب اور اس جرم میں شریک وزراء فی الفور مستعفی ہو کر خود کو قانون کے حوالے کریں۔ اگر وزیرِ اعلیٰ ازخود مستعفی نہ ہوں تو صدر مملکت بحیثیت سربراہ ریاست اُن کو Stepdown کرانے کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔ اعلامیہ میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں ملّوث جملہ پولیس افسران اور انتظامی عہدیداران بشمول IG، DIG آپریشنز، ہوم سیکرٹری پنجاب، DCO، CCPO، SSP's، SP ماڈل ٹاؤن اور متعلقہ DSP's اور SHO's کو فوری طور پر برطرف کر کے قتل عام، دہشت گردی اور اقدامِ قتل کے جرم میں گرفتار کیا جائے۔

مقتولین کا مقدمہ درج نہ ہو سکا

19 جون 2014ء تھانہ فیصل ٹاؤن میں پاکستان عوامی تحریک کی طرف سے شریف برادران اور پولیس سمیت اس واقعے کے اہم ملزمان کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کیلئے درخواست دی گئی مگر افسوس کہ 14 شہید اور 90 زخمیوں کے باوجود پاکستان عوامی تحریک کی ایف آر درج نہ کی گئی جس پر 4 جولائی 2014ء کو سیشن کورٹ میں ایک درخواست دی گئی کہ ایف آئی آر درج کروائی جائے مگر پھر بھی کچھ نہ ہوا۔ بالآخر پاکستان عوامی تحریک کے لاکھوں کارکنان نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے قصاص، انصاف کے حصول اور بنیادی حقوق کی بحالی کے لئے ظالم حکمرانوں کے ظلم و ستم سہتے ہوئے 14 اگست 2014ء کو اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کیا۔

☆ اس مارچ کے دوران 16 اگست 2014ء کو ایڈیشنل سیشن جج راجہ محمد اجمل خان نے وزیر اعظم نواز شریف،

وزیراعلیٰ شہباز شریف، وزیر داخلہ چودھری نثار، وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق، وزیر اطلاعات پرویز رشید، سابق وزیر قانون رانا ثناء اللہ اور گلو بٹ سمیت 21 شخصیات کے خلاف سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ مدعی کی درخواست کے مطابق درج کرنے کا حکم دیا۔ عدالت نے وکلاء سے دلائل سننے کے بعد چار صفحات پر مشتمل تحریری فیصلہ جاری کیا جس میں کہا گیا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی پہلی ایف آئی آر کی بظاہر کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ اس میں سانحہ کے دوران جاں بحق یا زخمی ہونے والے کسی شخص کا ذکر نہیں ہے۔ تحریری فیصلے میں تھانہ ایس ایچ او فیصل ٹاؤن کو حکم دیا گیا کہ ادارہ منہاج القرآن کی درخواست کے مطابق سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ درج کیا جائے اور پھر قانون کے مطابق اس کی تفتیش کی جائے۔

☆ حکمرانوں نے اس حکم پر بھی ایف آئی آر درج نہ کی اور وزیراعظم اور وزیر اعلی سمیت 22 شخصیات کے خلاف سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ درج کرنے کے ایڈیشنل سیشن جج کے حکم کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔

☆ انقلاب مارچ اور دھرنے کے دوران مسلسل ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے قاتلین کے خلاف ایف آئی آر کاٹنے کا مطالبہ کیا جاتا رہا مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔

جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ

انصاف کے حصول کے لئے لاکھوں شرکاء انقلاب مارچ اسلام آباد میں دھرنا دیئے ہوئے تھے کہ مورخہ 26 اگست 2014ء کو ایک نجی TV چینل کے ذریعے جوڈیشل کمیشن کی تحقیقاتی رپورٹ منظر عام پر آ گئی جس میں پنجاب حکومت کو براہ راست ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ فاضل ٹریبونل نے اپنی رپورٹ میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کی بنیادی وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے قرار دیا کہ ''سانحہ ماڈل ٹاؤن انتظامیہ کی ناکامی تھی جس میں پولیس کی طرف سے نہتے افراد پر گولیاں چلائی گئیں۔ اس سانحے میں اس قدر وسیع پیمانے پر پولیس کی طرف سے کی گئی فائرنگ کسی ذمہ دار اتھارٹی کے حکم کے بغیر کرنا ممکن نہیں تھا۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے ٹریبونل میں داخل کئے گئے حلف نامے میں تضاد ہے۔ وزیراعلیٰ نے کمیشن میں داخل حلف نامے میں کہا ہے کہ اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی انہوں نے متعلقہ اتھارٹیز کو اس بات کا حکم دیا کہ پولیس کو فوری طور پر ہٹا لیا جائے مگر سابق صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ اور وزیراعلیٰ کے سابق پرنسپل سیکرٹری توقیر شاہ نے اپنے حلف ناموں میں اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ وزیر اعلیٰ نے انکو کوئی ایسا حکم دیا۔ وزیراعلیٰ نے اپنی پریس کانفرنس میں بھی ایسے حکم کا ذکر نہیں کیا۔ جس سے لگتا ہے حلف نامے میں یہ بات کچھ سوچ کر شامل کی گئی۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وزیراعلیٰ نے اپنے بیان حلفی کے برعکس پولیس کو پیچھے ہٹنے کا ذکر کیا ہی نہیں۔ رپورٹ کے مطابق 16 جون 2014ء کی رات اس وقت کے وزیر قانون رانا ثناء اللہ کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں کئے گئے فیصلے وسیع پیمانے پر قتل عام کا سبب بنے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں پولیس مکمل طور پر ملوث ہے۔ یہ معاملہ پنجاب کی تمام حکومتی اتھارٹیز کی بے حسی کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ پولیس نے وہی کیا جس کا اسے حکم ملا تھا۔ فاضل ٹریبونل نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی کہا انکو ذمہ داری کا تعین کرنے کی ذمہ داری نہیں سونپی گئی۔ فاضل ٹریبونل نے اپنی وجوہات کے آخر میں یہ بھی تحریر کیا حکومت اسکی روشنی میں ذمہ داروں کا تعین کر سکتی ہے''۔

☆ شاہراہ دستور پر دیئے گئے انقلاب دھرنا کے دوران حکمرانوں کی طرف سے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے مقدمہ کے اندراج کے متعلق سیشن کورٹ کے حکم کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں کی گئی درخواست 26 اگست 2014ء کو خارج کر دی اور ہائی کورٹ نے بھی سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داران کے خلاف PAT کے موقف کے مطابق مقدمہ درج

کرنے کا حکم دے دیا۔ لاہور ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس محمود مقبول باجوہ نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ وزیراعظم، وزیراعلیٰ سمیت 21 افراد کے خلاف درج کرنے کے سیشن عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے چار وفاقی وزراء کی درخواستیں خارج کردیں۔ عدالت نے وفاقی وزیر اطلاعات نشریات پرویز رشید، وزیر دفاع خواجہ آصف، وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق اور وزیر مملکت پانی وبجلی عابد شیر علی کی طرف سے سیشن جج کے فیصلے کیخلاف دائر درخواستیں خارج کرتے ہوئے اپنے مختصر فیصلے میں قرار دیا کہ درخواست گزار اپنی درخواستوں کے حق میں کوئی قانونی جواز فراہم نہیں کرسکے۔ سانحہ ماڈل ٹاون کا مقدمہ درج کئے بغیر اس فیصلے کو ہائیکورٹ میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

☆ لاہور ہائی کورٹ کے اس فیصلہ پر 27 اگست 2014ء کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ درج کرانے کے لئے PAT کے وکلاء تھانہ فیصل ٹاؤن پہنچے مگر لاہور ہائیکورٹ کے احکامات کے باوجود بھی پولیس نے وزیراعظم، وزیراعلیٰ پنجاب سمیت اہم حکومتی شخصیات و پولیس افسروں کے خلاف سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ درج نہ کیا۔

☆ 27 اگست 2014ء کو دھرنے کے دوران حکومت کے اعلیٰ سطحی وفد کے ساتھ مذاکرات ہوئے مگر یہ مذاکرات حکومت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ناکام ہوئے۔ ان مذاکرات میں ہم نے حکومت کے سامنے اپنی دو شرائط رکھی تھیں کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں ملوث 21 افراد کیخلاف مقدمہ درج کیا جائے اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اپنا استعفیٰ پیش کریں لیکن وزیراعظم نوازشریف اور حکومت نے ہمارے جائز مطالبات کو ماننے سے ہی انکار کر دیا۔ وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کے استعفے تو دور کی بات، وہ مظلوموں کی ایف آئی آر بھی کٹوانے کو تیار نہ ہوئے۔ حکومت نے اس ضمن میں غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا کیونکہ وہ آئینی، قانونی، جمہوری اور اخلاقی طریقوں پر یقین نہیں رکھتے۔ حالانکہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ مقتولین کے ورثا اور مظلوموں کا حق تھا جس کا حکم عدلیہ نے بھی دیا کہ اسکی ایف آئی آر درج کی جائے۔

☆ 28 اگست 2014ء کو لاہور ہائیکورٹ کے حکم پر سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ تھانہ فیصل ٹاؤن میں درج کر لیا گیا۔ مگر مقدمہ کے اندراج میں عمداً کئی چیزوں کو شامل نہ کیا گیا۔ نہ دہشت گردی کی دفعہ لگائی گئی اور نہ ہی وزیراعظم نواز شریف اور وزیراعلیٰ شہباز شریف کا نام شامل کیا گیا۔ لہذا PAT کی طرف سے اس ایف آئی آر کو نامکمل ہونے کے باعث یکسر مسترد کردیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ وہ تمام شقیں اس ایف آئی آر میں شامل کی جائیں جو ہمارا بنیادی قانونی حق اور سانحہ کی حقیقی صورت حال ہے۔ اس لئے کہ حکمرانوں نے اس سانحہ کے فوراً بعد ہمارے خلاف دہشت گردی کا پرچہ کاٹا جبکہ اپنے خلاف دہشت گردی کی دفعہ کو لگایا ہی نہ گیا۔

☆ دھرنے کے دوران اس سلسلہ میں حکومتی وفود سے وقتاً فوقتاً 7 مرتبہ مذاکرات ہوئے مگر یہ تمام مذاکرات حکومتی ہٹ دھرمی، غیر سنجیدہ رویے، تکبر و رعونت اور اقتدار کے زعم کی وجہ سے ناکام ہوئے۔ دھرنے میں پیش کردہ دوسرے مطالبات تو ایک طرف حکومت ہمارے موقف کے مطابق ایف آئی آر تک درج کروانے پر آمادہ نہ ہوئی۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کی ایف آئی آر اور آرمی چیف

دھرنے کے دوران آرمی چیف نے قائد انقلاب سے 28 اگست 2014ء کو ملاقات کی۔ اس ملاقات میں بھی قائد انقلاب نے حکومت کی طرف سے کاٹی گئی ایف آئی آر کی کاپی آرمی چیف کو دکھائی تو انہوں نے حکومت کی چالاکی پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے غلط اقدام قرار دیا اور نئے سرے سے درست ایف آئی آر کے اندراج کا وعدہ کیا۔

☆ بالآخر یکم ستمبر 2014ء کو ایف آئی آر آرمی چیف کے حکم پر درج ہوئی۔ حکومت نے فوج کے دباؤ میں آکر

بادل نخواستہ حقیقت کو تسلیم کیا اور PAT کے موقف کے عین مطابق تمام دفعات بشمول دہشت گردی کی دفعہ لگاتے ہوئے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے جملہ ذمہ داران 21 افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا جو حکومت نے 17 جون 2014ء سے لے کر اب تک بالجبر روک رکھا تھا۔ تھانہ فیصل ٹاؤن میں سانحہ ماڈل ٹاؤن میں وزیراعظم نوازشریف، وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف سمیت 21 اہم حکومتی شخصیات و پولیس افسران کے خلاف درج مقدمہ میں دہشت گردی، اغواء، قرآن پاک کی بے حرمتی اور تیاری کے ساتھ مداخلت بے جا کرنے کی دفعات شامل کر لی گئیں۔ تھانہ فیصل ٹاؤن میں عدالتی احکامات پر سانحہ ماڈل ٹاؤن کے وزیراعظم نوازشریف، شہباز شریف، حمزہ شہباز، وفاقی وزراء سعد رفیق، خواجہ آصف، پرویز رشید، عابد شیر علی، چودھری نثار، رانا ثناء اللہ، سابق ڈی آئی جی آپریشنز لاہور رانا عبدالجبار و دیگر کے خلاف درج مقدمہ نمبر 696/14 میں 4 مزید دفعات کا اضافہ کیا گیا ہے جن میں انسداد دہشت گردی، جبس بے جا کی غرض سے اغوا کرنے، قرآن پاک کی بے حرمتی، کسی کی جگہ پر گھسنے کی دفعہ کا اضافہ کر دیا گیا۔ اس سے قبل مقدمہ میں قتل، ارادہ قتل، ڈکیتی سمیت دیگر دفعات لگائی گئی تھیں۔

مقام غور یہ ہے کہ جس ملک میں حکومتی ایماء پر سرے عام پولیس گولیاں مار کر 14 لوگوں کو شہید اور 90 لوگوں کو زخمی کرے، اس کے تمام مناظر میڈیا پر براہ راست نشر بھی ہوں مگر پھر بھی ایف آئی آر درج کروانے کیلئے لاکھوں لوگوں کو لانگ مارچ کرنا پڑے اور اس کا اثر بھی نہ ہو، بالآخر آرمی چیف کی مداخلت سے ایف آئی آر درج ہو، ایسے نظام سے کس انصاف کی توقع کی جا سکتی ہے؟

جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ کی عدم اشاعت اور کمیشن کی تحلیل

حکومت نے جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ کو منظر عام پر لانے سے انکار کر دیا۔ اس تحقیقاتی جوڈیشل کمیشن نے سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ ثابت کر دیا تھا۔ PAT کی طرف سے کوئی گواہیاں نہیں دی گئیں اسکے باوجود ٹربیونل نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حقائق واضح کر دیئے۔ اس رپورٹ کو عوام کے سامنے پیش نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس رپورٹ سے وزیراعلیٰ کا قاتل ہونا ثابت ہوچکا۔ شہبازشریف نے اپنے بیان حلفی میں پولیس کو واپس بلانے کیلئے Disengagement کا لفظ استعمال کیا، یہ دہشت گردی کی اصطلاح ہے جس کے تحت صفایا کرو اور واپس آجاؤ کے احکامات جاری کئے جاتے ہیں۔ لہذا 14 لاشیں اور 14 گھنٹے کی یہ طویل کارروائی ان کے حکم کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

وزیر اعلی اور اس کے کارندوں نے جب انگلی کے بجائے اپنی طرف پورا ہاتھ اٹھتا دیکھا تو جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ منظر عام پر لانے کے بجائے یہ کہہ کر کہ یہ رپورٹ درست تحقیقات پر مبنی نہیں، ایک نئی جے آئی ٹی بنا ڈالی اور پراپیگنڈہ کیا گیا کہ اس رپورٹ کو شائع کرنے سے فرقہ وارانہ فسادات کا خطرہ ہے۔

پاکستان عوامی تحریک نے لاہور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی کہ جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ شائع کی جائے مگر ان حکمرانوں نے جوڈیشل کمیشن بنتے ہی اپنے کسی عام شہری سے جوڈیشل کمیشن کی قانونی حیثیت کو چیلنج کروا دیا تھا تاکہ اگر فیصلہ ان کے خلاف آئے تو اسے چیلنج کیا جا سکے۔ بالکل ایسا ہی ہوا کہ رپورٹ لکھے جانے کے بعد جب حکمرانوں کو پتہ چلا کہ ذمہ دار انھیں ٹھہرایا گیا ہے تو اس درخواست پر سماعت شروع کروا دی تاکہ کمیشن کو ہی ختم کر دیا جائے جس نے یہ رپورٹ لکھی ہے۔

☆ اس جوڈیشل کمیشن کو از خود تحلیل کرنے کے بعد اس سانحہ پر حکومت نے اپنی مرضی کی ایک اور JIT (تحقیقاتی ٹیم) بنا ڈالی۔ اس JIT پر بھی PAT نے عدم اعتماد کا اظہار کیا کہ یہ JIT ہمیں اعتماد میں لئے بغیر بنائی گئی ہے۔ ہمارا مطالبہ تھا کہ ایک ایسی JIT بنائی جائے جس میں ISI، MI، IB اور KPK کا کوئی پولیس افسر شامل ہو تاکہ آزادانہ اور

منصفانہ تحقیقات عمل میں آئیں جبکہ حکومت اس طرح کی JIT بنانے میں بھی لیت و لعل سے کام لے رہی تھی اور نہ ہی شہباز شریف کا استعفیٰ آرہا تھا۔ حکومت نے اپنی مرضی کی JIT بنائی جس میں سربراہ کی ذمہ داری اپنے معتمد خاص عبدالرزاق چیمہ کو سونپی گئی۔ یہ کیسا انصاف ہے کہ تفتیش کے لئے JIT بنانے کا اختیار بھی نامزد ملزمان جو پنجاب و وفاق حکمران ہیں، ان کے پاس ہو۔ پاکستان عوامی تحریک اور جملہ شہداء کے لواحقین نے اس سرکاری JIT کو ماننے سے انکار کردیا اور اعلان کردیا کہ ہم اس JIT پر اعتماد نہیں کرتے۔

☆ اس JIT نے اپنے متعدد اجلاس کئے، مگر جن پر ظلم ہوا، جن کے افراد شہید و زخمی ہوئے، جو متاثر ہوئے ان کی کوئی شنوائی تاحال نہ ہوسکی اور اس سانحہ کے دوران شہید و زخمی ہونے والے انصاف کی تلاش میں ہیں۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے اصل محرکات پر نوازشات

اگر یہ سانحہ حکمرانوں کی مرضی سے نہ ہوا ہوتا تو حکمران غیر جانبدار تفتیش کروا کر ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچاتے مگر یہاں پر کچھ الٹا ہی دکھائی دیا۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ملزمان کو پنجاب حکومت کی طرف سے سزا دینے کی بجائے نوازا گیا۔ وزیراعلیٰ کے پرنسپل سیکرٹری ڈاکٹر توقیر شاہ کو عہدے سے ہٹا کر عوام کے آنکھوں میں دھول جھونکنے کے بعد ڈبلیو ٹی او میں سفیر مقرر کردیا گیا، جس پر پاکستان عوامی تحریک نے شدید احتجاج کیا اور ہزاروں لوگوں کے دستخطوں سے ڈبلیو ٹی او کو ایک یادداشت بھیجی کہ 14 انسانوں کے قاتل کو بطور سفیر قبول نہ کیا جائے جس کے نتیجے میں ڈاکٹر توقیر کو اس عہدے سے ڈبلیو ٹی او نے ہٹا دیا۔

اسی طرح رانا ثناء اللہ کو وزیر قانون کے عہدے سے ہٹانے کے بعد پہلے سے زیادہ اختیارات دے دیئے گئے۔ اس سانحہ میں ملوث کئی پولیس افسران کو ترقیاں دے دی گئیں اور کئی کو بیرون ملک کورسز پر بھجوا دیا۔ سانحہ ماڈل ٹاون کے ردعمل میں کم و بیش پاکستان کی تمام جماعتوں نے نہ صرف بھرپور مذمت کی بلکہ ذمہ داران کو قرار واقعی سزا دلوانے کا مطالبہ بھی کیا لیکن حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور اب وہ اپنی سرکشی میں آگے ہی بڑھتے جارہے ہیں۔

جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ آنے کے بعد موجودہ حکمرانوں پر ماڈل ٹاؤن واقعہ کا الزام ہی نہیں بلکہ جرم ثابت ہوچکا۔ یہ بات واضح ہے کہ غیر جانبدار جے آئی ٹی کا قیام حکمرانوں کیلئے پھانسی کا پھندا ہے۔اگر حکمران قاتل نہیں تو غیر جانبدار جے آئی ٹی کیوں نہیں بناتے اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے اصل محرکات کو بے نقاب کیوں نہیں کرتے۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جدوجہد جن کرپٹ ظالم حکمرانوں کے خلاف تھی وہی سانحہ ماڈل ٹاؤن کے اصل مجرم ہیں۔قائد انقلاب کی قیادت میں پاکستان عوامی تحریک نے اپنے کارکنان کی جانیں پیش کر کے پاکستانی عوام کے سامنے سیاسی شعبدہ بازوں کے راز کھول دیئے کہ ایک دوسرے کو گالیاں دینے والے، سڑکوں پر گھسیٹنے اور پیٹ پھاڑنے والے، دنیا دار اور دین کے ٹھیکیدار اپنے مفادات کو خطرے پہنچتے دیکھ کر آپس میں مک مکا کرلیتے ہیں۔ ان تمام حکمران طاقتوں کیلئے پاکستان عوامی تحریک کا پیغام ہے کہ ’’ظلم آخر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے‘‘ حکمران طاقت کے زور سے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شواہد کو جتنا بھی مسخ کرلیں مگر ایک نہ ایک دن ان کو اس ظلم کا حساب دینا ہوگا۔ وقت بدلتا ہے، ایام گردش کرتے ہیں۔ اللہ کی صفتِ عدل یہ ہے کہ وہ اسی دنیا میں حساب برابر کردیتا ہے۔تم دنیا کے عدالتی نظام پر اثر انداز تو ہو سکتے ہو مگر خدائی نظام عدل میں مکافاتِ عمل سے کوئی راہ فرار نہیں۔

❁❁❁❁❁

تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کا مشترکہ

اجلاس مرکزی مجلس شوریٰ

رپورٹ: محمد یوسف منہاجین

تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کی مجلس شوریٰ کا مشترکہ اجلاس 3 مئی 2015ء بروز اتوار مرکزی سیکرٹریٹ میں امیر تحریک محترم صاحبزادہ فیض الرحمن درانی کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں پاکستان بھر سے 600 سے زائد ممبران مجلس شوریٰ (مرکزی عہدیداران/ صوبائی امراء/صوبائی صدور/ضلعی امراء/ ضلعی صدور/ تحصیلی صدور/تحصیلی ناظمین) نے شرکت کی۔ ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور، ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض، صدر پاکستان عوامی تحریک محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، نائب ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم احمد نواز انجم، نائب ناظم اعلیٰ دعوت و تربیت محترم رانا محمد ادریس قادری، محترم عامر فرید کوریجہ مرکزی ڈپٹی جنرل سیکرٹری PAT، محترم سید شہزاد نقوی مرکزی ڈپٹی چیف آرگنائزر PAT، صدر مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ محترم عرفان یوسف، صدر منہاج القرآن ویمن لیگ محترمہ فرح ناز، صدر PAT وسطی پنجاب محترم بشارت جسپال، صدر PAT جنوبی پنجاب محترم فیاض وڑائچ، صدر PAT شمالی پنجاب محترم بریگیڈیئر (ر) مشتاق احمد اور جملہ مرکزی ناظمین و قائدین نے اجلاس میں خصوصی شرکت کی۔

پہلا سیشن:

تلاوت و نعت رسول مقبول ﷺ سے اجلاس کے پہلے سیشن کا آغاز ہوا۔ ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور نے ممبران مجلس شوریٰ کو خوش آمدید کہا اور اجلاس کا درج ذیل ایجنڈا ہاؤس کے سامنے پیش کیا:

۱۔ اعتکاف 2015ء　۲۔ تجاویز ورکنگ پلان 16-2015ء　۳۔ ضلعی و تحصیلی تنظیم نو کا لائحہ عمل

۴۔ شہداء کی فیملیز و اسیران انقلاب کیلئے شیلڈز کی تقسیم کی تقریب　۵۔ تحریک، PAT و جملہ فورمز کی باہمی کوآرڈینیشن

۶۔ 17 جون سانحہ ماڈل ٹاؤن کو ایک سال مکمل ہونے پر Activity کا تعین　۷۔ متفرق امور

بعد ازاں ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض نے حسب ترتیب تفصیلی ایجنڈا ہاؤس کے سامنے پیش کیا۔ جس پر ہاؤس نے اپنی آراء و تجاویز کا اظہار کرتے ہوئے درج ذیل فیصلہ جات کئے۔

1۔ اعتکاف 2015ء

ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض نے اعتکاف 2015ء کے حوالے سے ہاؤس کو تفصیلی آگاہ کرتے ہوئے آراء و تجاویز طلب کیں۔ بعد ازاں ممبران مجلس شوریٰ کی بھرپور مشاورت کے بعد درج ذیل متفقہ فیصلہ جات کئے

گئے:

۱۔ امسال بھی اعتکاف کا اہتمام نہایت شان و شوکت اور پروقار انداز سے کیا جائے گا جس میں پاکستان بھر کی تنظیمات/ ورکرز بھرپور انداز میں شرکت کریں گے اور اعتکاف میں مؤثر شخصیات کی شرکت کو ترجیح دیں گی۔

۲۔ اس سلسلہ میں ایڈوانس بکنگ 10 جون تا 30 جون کی جائے گی۔

۳۔ رجسٹریشن پہلے آیئے اور پہلے پایئے کی بنیاد پر ہوگی۔

۴۔ جگہ کی کمی کے باعث امسال بھی صوبوں اور ڈویژنز میں معتکفین کی تعداد کا کوٹہ جاری کیا جائے گا۔ یہ کوٹہ 30 جون تک متعلقہ ڈویژن کی تنظیم کے پاس ہوگا۔ اگر 30 جون تک رجسٹریشن نہ کروائی گئی تو یہ کوٹہ ختم ہوجائے گا۔

۵۔ رجسٹرین فیس مبلغ -/1800 روپے مقرر کی جاتی ہے۔

۶۔ سیکیورٹی مسائل کی بناء پر ہر معتکف اپنی پاسپورٹ سائز تصویر بھی ہمراہ لانے کا پابند ہوگا جو اُس کے کارڈ پر چسپاں کی جائے گی۔

2۔ ورکنگ پلان 16-2015ء

ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض نے آئندہ سالانہ ورکنگ پلان (جولائی 2015ء تا جون 2016ء) کے حوالے سے ہاؤس سے تجاویز طلب کیں کہ آئندہ سال تحریک کی سرگرمیوں کی ترجیحات کیا ہونی چاہئے؟ کیا اہداف مقرر کئے جائیں؟ اور ان اہداف کو حاصل کرنے کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے؟

اس سلسلے میں ہاؤس میں تحریری صورت میں مجوزہ ورکنگ پلان تقسیم کیا گیا اور ممبران سے گزارش کی گئی کہ وہ دوران اجلاس اس کا مطالعہ کرتے رہیں اور ورکنگ پلان کے حوالے سے اپنی آراء وتجاویز تحریری صورت میں جمع کروائیں تاکہ اُن تجاویز کا جائزہ لینے کے بعد انہیں آئندہ ورکنگ پلان میں باقاعدہ طور پر شامل کیا جاسکے۔

3۔ بلدیاتی انتخابات

صدر پاکستان عوامی تحریک محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے بلدیاتی انتخابات میں PAT کی شرکت کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیادت میں تحریک نے گذشتہ اڑھائی سال میں لانگ مارچ اور دھرنا کی صورت میں عوام پاکستان میں اپنے حقوق کی بحالی کے لئے عظیم شعور بیدار کیا ہے اور یہ تمام تحریک کے کارکنان کی جرأت، بہادری، استقامت اور قربانیوں کے مرہون منت ہے۔ انقلابی جدوجہد اور بیداری شعور کے اس عمل کو تسلسل سے جاری رکھنا ہوگا اور اس کے لئے عوامی رابطہ ناگزیر ہے۔ عوامی رابطہ کی ایک بہترین شکل آنے والے بلدیاتی انتخابات ہیں۔ ایک طرف ہم پاکستان کے موجودہ سیاسی و انتخابی نظام کو فرسودہ و ناکارہ اور موجودہ الیکشن کمیشن کو غیر آئینی سمجھتے ہیں اور دوسری طرف ہم انتخابات کا میدان بھی خالی نہیں چھوڑنا چاہتے تاکہ کل کوئی ہمیں یہ نہ کہے کہ آپ موجودہ نظام میں سٹیک ہولڈر نہیں ہیں۔ لہذا بقول قائد انقلاب ہم اپنی انقلابی و انتخابی جدوجہد بیک وقت جاری رکھیں گے۔ لہذا اسی کے تناظر میں پاکستان عوامی تحریک آنے والے بلدیاتی انتخابات میں بھرپور حصہ لے گی۔ اس سلسلہ میں ہاؤس سے آراء وتجاویز درکار ہیں کہ اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھائے جائیں؟

معزز ممبران نے بھرپور مشاورت کے بعد فیصلہ کیا کہ چونکہ بلدیاتی انتخابات کے خاطر خواہ نتائج کا حصول

تحریک کی سیاسی و انقلابی سفر کے لئے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ لہذا ورکنگ پلان میں بلدیاتی انتخابات کو اولین ترجیح حاصل ہوگی۔ تنظیمات کی تمام سرگرمیوں میں بلدیاتی انتخابات اور اس سے متعلقہ جملہ امور کو مرکزیت حاصل ہوگی۔ کارکنان وتنظیمات ابھی سے بھرپور جذبہ ومحنت کے ساتھ بلدیاتی انتخابات کی تیاری شروع کردیں۔ اس سلسلے میں PAT کو لیڈنگ رول حاصل ہوگا جبکہ تحریک اور اس کے جملہ فورمز اس ضمن میں PAT سے بھرپور معاونت کریں گے۔

دوسرا سیشن:

تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کی مجلس شوریٰ کے اس مشترکہ اجلاس کا دوسرا سیشن نماز ظہر و کھانے کے وقفہ کے بعد شروع ہوا۔ اس سیشن کو ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض نے Conduct کیا۔ اس سیشن میں ممبران شوریٰ نے بلدیاتی انتخابات کے علاوہ ورکنگ پلان 16-2015ء کے حوالے سے ثانوی ترجیحات، اہداف اور ان اہداف کے حصول کے لئے تحریک و جملہ فورمز کا لائحہ عمل، سماجی شعبہ میں خدمات اور تجدید و احیاء دین کے ضمن میں دیگر متعدد امور پر اپنی آراء وتجاویز کا اظہار کیا۔

اس سیشن میں قومی میڈیا کے احباب کو بھی اجلاس کی غرض و غایت کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ دی گئی۔ اس پریس بریفنگ کے آغاز میں صدر پاکستان عوامی تحریک محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے صحافیوں کے عالمی دن کی مناسبت سے صحافی برادری کی خدمات وقربانیوں کو بھرپور انداز میں سراہا۔ اس موقع پر ہاؤس نے صحافی برادری کی ریاستی جبر وتشدد کے باوجود جرأت سے حقائق کو منظر عام پر لانے پر کھڑے ہوکر بھرپور تالیوں کے ساتھ خراج تحسین پیش کیا۔ اس میڈیا بریفنگ میں صدر PAT محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی اور سیکرٹری جنرل PAT محترم خرم نواز گنڈا پور نے سانحہ ماڈل ٹاؤن، تحریک کے آئندہ لائحہ عمل، بلدیاتی انتخابات، قومی ایکشن پلان پر حکومت کی ناکامی، افواج پاکستان کے بے مثال کردار، حکومت کی دہشت گردوں کی سرپرستی اور حکومتی دہشت گردانہ پالیسیوں پر تحریک کے واضح موقف کو بیان کیا۔

تیسرا سیشن:

مجلس شوریٰ کے اس مشترکہ اجلاس کے تیسرے سیشن کا آغاز نماز عصر ومغرب کے وقفہ کے بعد ہوا۔ اس سیشن میں درج ذیل متعدد امور زیر بحث آئے:

4۔ فورمز کا دائرہ کار اور باہمی کوآرڈینیشن

محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے تحریک اور اس کے جملہ فورمز کے دائرہ کار پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ تحریک منہاج القرآن Mother Body ہے اور اس کے زیر تحت قائم فورمز یوتھ لیگ، ویمن لیگ، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ اور علماء کونسل، تحریک کی پالیسی کی پیروی میں اپنے پروگرامز، اہداف، حکمت عملی اور لائحہ عمل ترتیب دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہر فورم اپنے سے متعلقہ افراد کے لئے ہی سرگرمیاں منعقد کرتا ہے۔ ان تمام فورمز کی جدوجہد تحریک کے تجدید دین واحیائے اسلام کے عظیم مقصد اور PAT کے سیاسی و انقلابی جدوجہد کے لئے ممد ومعاون ہوتی ہے۔ گویا اگر یہ فورمز اپنے اپنے دائرہ کار میں اپنے اہداف وکامیابیاں حاصل کریں گے تو تب ہی یہ تحریک اور PAT کے عظیم مقاصد کے لئے معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔

ہمارے تمام بڑے بڑے پروگرامز کی کامیابی کے پیچھے یہی نظام العمل کارفرما ہے۔ لہذا آئندہ بھی سیاسی و

انقلابی جدوجہد کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے اور لانگ مارچ و دھرنے کی قربانیوں کو سیاسی قوت کے حصول میں بدلنے کے لئے آئندہ بلدیاتی انتخابات میں بھی اس جوش و جذبہ اور طریقہ کار کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ تمام فورمز بلدیاتی انتخابات کو سرفہرست رکھتے ہوئے ممبران مجلس شوریٰ کی آراء وتجاویز کی روشنی میں اپنے اپنے ورکنگ پلان مرتب کریں گے۔

اس کے لئے ضلعی/تحصیلی لیول پر قائد انقلاب کی ہدایات کی روشنی میں پہلے سے قائم کوآرڈینیشن کونسلز کو فعال کریں تاکہ تمام فورمز ایک جگہ بیٹھ کر حکمت عملی مرتب کریں اور مطلوبہ نتائج کا حصول ممکن بنائیں۔ فورمز کے مابین کسی ایشو پر اختلافات کو مرکزی سطح پر ہرگز نہ سنا جائے گا بلکہ اس کے لئے متعلقہ کوآرڈینیشن کونسل میں معاملہ پیش کریں۔ یہ کوآرڈینیشن کونسل تحریک منہاج القرآن کے صدر و ناظم، PAT کے صدر و جنرل سیکرٹری اور تمام فورمز کے صدور پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس موقع پر ہاؤس کی رائے سے تمام تنظیمات کو کوآرڈینیشن کونسل کا اجلاس ہر ماہ بلانے کا پابند بنایا گیا۔ اس اجلاس کی کارروائی باضابطہ تحریر میں لائے جائے گی اور بالائی سطح پر بھی پیش کی جائے گی۔

5۔ 17 جون، سانحہ ماڈل ٹاؤن، ایک سال مکمل ہونے پر Activity کا تعین

محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ شہداء ماڈل ٹاؤن نہ صرف ہمارے بلکہ پوری قوم کے محسن ہیں۔ آج ہماری تحریک کو حاصل کمال وعظمت انہی کی قربانیوں کے مرہون منت ہے۔ ہم ان قربانیوں کو نہ پہلے کبھی بھولے اور نہ آئندہ کبھی بھولیں گے۔ ان قربانیوں نے ہماری تحریک میں ایک نئی روح پھونکی ہے۔ ہم ان شہداء کے خون سے غداری کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتے اور نہ ہی اس حوالے سے کوئی ڈیل کرسکتے ہیں۔ 17 جون کو ان شاء اللہ پرامن احتجاج کیا جائے گا۔ اس موقع پر ہمیں حکمرانوں کو یہ پیغام دینا ہے کہ

i۔ ہم نے ان قربانیوں کو فراموش نہیں کیا اور نہ کبھی کریں گے۔ ii۔ شہداء کے خون پر کوئی سودا ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔

iii۔ انصاف کے حصول تک ہماری پرامن جدوجہد جاری رہے گی۔

6۔ شہداء کی فیملیز/ اسیران/ مضروبان انقلاب کیلئے شیلڈز کی تقسیم کی تقریب

26 جولائی کو شہداء کی فیملیز و اسیران انقلاب کو قائد انقلاب کے ہاتھوں سے شیلڈز سے نوازا جائے گا۔ تمام تنظیمات اپنی اپنی تحصیل سے لسٹیں مرکز کو فراہم کردیں۔ مزید برآں جن تحصیلات میں ابھی تک دھرنے میں شرکت کرنے والے احباب کو اسناد نہیں دی گئیں ان سے بھی التماس ہے کہ ان ورکرز تک اسناد ضرور پہنچائیں۔

7۔ دادرسی سیل کی خدمات کا اجمالی خاکہ

گذشتہ سال 17 جون سے لے کر اب تک کارکنان تحریک کی جانی و مالی قربانیوں کے پیش نظر ان کارکنان اور ان کی فیملیز کے لئے مرکزی دادرسی سیل نے کیا کردار ادا کیا؟ ممبران مجلس شوریٰ کی طرف سے پوچھے گئے اس سوال پر نائب ناظم اعلیٰ تنظیمات اور سربراہ دادرسی سیل محترم احمد نواز انجم نے کہا کہ

کارکنان کی قربانیوں کا نہ کوئی نعم البدل ہے اور نہ ہی اتنی عظیم قربانیوں کا صلہ دیا جاسکتا ہے۔ تاہم ہم نے حتی المقدور متاثرہ کارکنان اور اُن کی فیملیز کی مالی اعانت کی کوشش کی۔ مرکزی دادرسی سیل نے 2 نومبر 2014ء سے قائد انقلاب کی ہدایات کی روشنی میں اپنے کام کا آغاز کیا۔ متاثرہ کارکنان کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا گیا:

۱۔شہداء ۲۔زخمی ۳۔اسیران
۴۔بے روزگار ۵۔کاروبار/فصلوں کو جزوی نقصان ۶۔مقروض

۱۔ 17 جون سانحہ ماڈل ٹاؤن، یوم شہداء 10 اگست اور اسلام آباد میں دھرنے کے دوران شہید ہونے والے کارکنان کے ورثاء کی پہلے مرحلہ پر یکمشت مالی اعانت کی گئی اور دوسرے مرحلہ میں اُن کا باقاعدہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا گیا ہے جو انہیں آج تک مل رہا ہے۔ یہ ماہانہ وظیفہ ان شہداء کے بچوں کے جوان ہونے اور برسرِ روزگار ہونے تک ان شاء اللہ جاری رہے گا۔

۲۔ 17 جون سے لے کر اسلام آباد دھرنے کے دوران زخمی ہونے والے افراد کی باقاعدہ فہرستیں مرتب کی گئیں اور اُن کے علاج معالجہ کے جملہ اخراجات مرکز نے برداشت کئے۔ ان زخمیوں میں ایسے کارکنان بھی شامل ہیں جن کی ہڈیوں کے ٹوٹنے کی وجہ سے اس کارکن کے علاج پر تین لاکھ روپے تک اخراجات بھی آئے۔ علاوہ ازیں وہ زخمی کارکنان جو کچھ حد تک معذور ہوئے، اُن کارکنان اور اُن کے اہل خانہ کی کفالت کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

۳۔ 17 جون سے اسلام آباد دھرنے تک کے اسیران کی مالی اعانت متعدد طرح کی گئی:

i۔ ان اسیران کو یکمشت مالی امداد فراہم کی گئی تاکہ ان کے گھریلو مالی حالات مشکلات کا شکار نہ ہوں۔

ii۔ مہینوں تک جیلوں میں رہنے والے کارکنان کے گھر والوں کو باقاعدہ ماہانہ وظیفہ دیا جاتا رہا۔

iii۔ مقدمات بھگتنے والے افراد کے TA/DA آج تک مرکز کی طرف سے ادا کیا جارہا ہے۔

iv۔ عدالتی امور کے تمام اخراجات اور وکلاء کی بھاری فیسیں بھی مرکز برداشت کررہا ہے۔

۴۔ وہ لوگ جو ہماری انقلابی جدوجہد میں شریک ہوجانے کے سبب بے روزگار ہوئے۔ اُن میں سے کچھ کو متبادل روزگار فراہم کیا گیا اور جنہیں روزگار میسر نہ آسکا ان کی مالی اعانت کی گئی۔

۵۔ دھرنے میں شریک ہونے کی وجہ سے توجہ نہ دینے کے باعث کئی کارکنان کے کاروبار اور کئی کی کھڑی فصلوں کو نقصان پہنچا۔ مرکز نے ان افراد کے نقصانات کے ازالے کے لئے مالی اعانت کی۔

۶۔ کئی کارکنان ایسے تھے جن کے گھر والوں نے اپنے گھروں کے سرپرست کے دھرنے میں شریک ہونے کے سبب گھریلو معاملات چلانے کے لئے مختلف افراد سے قرض لئے تاکہ کچن اور بچوں کے فیس کے معاملات چلاسکیں۔ مرکز نے ان کارکنان کے قرض کی ادائیگی کے لئے بھی مناسب اقدامات کئے۔

درج بالا 6 اقسام کے متاثرین کی مالی اعانت اور داد رسی پر مرکز کا تقریباً آج تک 5 کروڑ روپے خرچ آیا ہے اور یہ سلسلہ ابھی جاری و ساری ہے۔

☆ ہاؤس نے ان جملہ اقدامات پر مرکز اور داد رسی سیل کو خراج تحسین پیش کیا۔

8۔متفرق امور

مجلس شوریٰ کے اس اجلاس میں درج ذیل متفرق امور بھی پیش کئے گئے:

۱۔ گذشتہ برس 11 مئی کو الیکشن کے ایک سال مکمل ہونے پر ملک بھر میں احتجاجی ریلیاں نکالی گئیں۔ امسال 11 مئی کے موقع پر مرکز پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا جائے گا۔ جس میں الیکشن کے 2 سال مکمل ہونے پر حقائق پر مبنی وائٹ پیپر شائع کیا جائے گا۔ مزید برآں تنظیمات کو ہینڈ بلز دیئے جائیں گے جنہیں وہ 11 مئی والے دن اپنی اپنی تحصیل میں تقسیم کریں گی۔

۲۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے ہر ماہ کسی بڑے شہر میں ایک احتجاجی ریلی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ فروری میں ملتان میں جبکہ مارچ میں فیصل آباد میں ریلی منعقد کی گئی جو کہ بہت کامیاب رہی۔ لہذا 17 مئی راولپنڈی میں ریلی رکھی گئی ہے۔

۳۔ 25 مئی یوم تاسیس PAT کے موقع پر مرکزی تقریب سنٹرل PAT پنجاب کے تحت مرکز پر منعقد ہوگی۔ جبکہ پاکستان بھر کی ضلعی/تحصیلی تنظیمات یوم تاسیس کا کیک کاٹیں گی۔

۴۔ ہاؤس میں تحریک اور اس جملہ فورمز کے ضلعی و تحصیلی انتخابات کے لئے الیکٹورل کالج بھی زیر بحث آیا۔ متفقہ فیصلہ میں ضلعی و تحصیلی انتخابات میں ہر فورمز کے متعلقہ یونین کونسل تک کے کارکنان اور دھرنے میں کم از کم پانچ دن تک شرکت کرنے والے کارکن کو عہدیداران نامزد کرنے کا حق دیا گیا۔

۵۔ پاکستان عوامی تحریک کے نومنتخب زونل صدور اور اُن کے تمام عہدیداران کو مبارکباد پیش کی گئی۔

۶۔ اجلاس میں پاکستان عوامی تحریک میں شرکت کرنے والی مختلف نامور شخصیات کو خوش آمدید کہا گیا۔

۷۔ کنٹونمنٹ بورڈز کے حالیہ انتخابات میں PAT کے پلیٹ فارم سے جملہ اضلاع میں حصہ لینے والے جملہ امیدواران، متعلقہ تنظیمات اور ان امیدواران کی انتخابی مہم چلانے والے کارکنان کو خصوصی مبارکباد پیش کی گئی۔

۸۔ مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ اور منہاج القرآن ویمن لیگ کے مرکزی نومنتخب عہدیداران کو مبارکباد دی گئی۔

۹۔ تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کی مرکزی قیادت نے جملہ تنظیمات و کارکنان کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے موجودہ مرکزی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے انہیں دوبارہ خدمت کا موقع دیا۔

۱۰۔ KPK میں غیر جماعتی بنیادوں پر ہونے والے انتخابات 30 مئی کو ہونے ہیں مگر اس سے قبل ہمارے کئی کارکنان و رفقاء مختلف یونین کونسلز میں بلامقابلہ کامیاب ہوچکے ہیں۔ ہاؤس نے ان تمام کو مبارکباد پیش کی۔

۱۱۔ ممبران مجلس مشاورت نے شہداء/ اسیران/مضروبان کی لازوال قربانیوں پر انہیں کھڑے ہوکر خراج تحسین پیش کیا۔

۱۲۔ ہاؤس نے اُن تمام وکلاء کو بھی خراج تحسین پیش کیا جو عدالتوں میں کارکنان تحریک کے کیس لڑ رہے ہیں۔

۱۳۔ ہاؤس نے مجلس شوریٰ کے احسن انتظامات پر ناظم اجتماعات و ناظم سیکرٹریٹ محترم جواد حامد کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔

خصوصی گفتگو قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

اس اجلاس کے آخر پر قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کینیڈا سے بذریعہ ویڈیو لنک خصوصی گفتگو کی۔ اپنی گفتگو کے آغاز میں قائد انقلاب نے جملہ مرکزی وصوبائی نومنتخب عہدیداران اور تحریک میں شامل ہونے والے احباب کو مبارکباد اور دعاؤں سے نوازا۔ اس موقع پر آپ نے ممبران مجلس شوریٰ سے ڈویژن وائز اجتماعی حال دریافت فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔ قائد انقلاب کو مجلس شوریٰ کے فیصلہ جات سے آگاہ کیا گیا۔ آپ نے ہر ایک معاملہ کو ڈسکس کرتے ہوئے باقاعدہ منظوری دی اور توثیق فرمائی۔

☆ آپ نے بلدیاتی انتخابات کو تحریک کی پہلی ترجیح قرار دیا اور تمام فورمز کو مشترکہ جدوجہد کرنے کی ہدایات جاری فرماتے ہوئے کہا کہ یہ انتخابات تحریک کے مستقبل کے تعین کے لئے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس سے تحریک کو گراس روٹ لیول سے لیڈر شپ میسر آئے گی۔ ہماری تحریکی و انقلابی اور سیاسی و انتخابی جدوجہد میں یہ بلدیاتی انتخابات اہم کردار ادا کریں گے۔ ان انتخابات کو ڈویژن سطح سے ہینڈل کرنے کے بجائے ضلع اور تحصیل سطح پر ہینڈل کریں تاکہ

بھرپور توجہ دی جاسکے۔

☆ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اس سانحہ کا ایک سال مکمل ہونے پر بھرپور پرامن احتجاج کیا جائے گا۔ جس میں ان معصوم شہداء کے قاتل حکمرانوں کو بے نقاب کریں گے۔ اس ظالمانہ نظام کو عوام الناس کے سامنے لائیں گے کہ یہ کیسی جمہوریت ہے کہ جس میں 1 سال گزرنے کے باوجود حقائق و براہین کے ہوتے ہوئے بھی آج تک ایک کانسٹیبل تک گرفتار نہیں ہوا۔ یہ کیسا انصاف اور کیسی جمہوریت ہے؟ ہم ان شہداء کے خون سے کبھی غداری کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ انصاف کے حصول تک ہم اپنی پرامن جدوجہد جاری رکھیں گے۔

☆ ضلعی، تحصیلی اور زونل سطح پر تحریک اور اس کے جملہ فورمز کے انتخابات کے حوالے سے قائد انقلاب نے درج ذیل واضح ہدایات جاری فرمائیں:

۱۔ زونل سطح کے انتخابات سے قبل تحصیلی و ضلعی انتخابات مکمل کئے جائیں۔

۲۔ ان انتخابات میں یونین کونسل لیول تک کے کارکنان و رفقاء، دھرنے میں کم از کم پانچ دن شریک رہنے والا اور مالی تعاون کرنے والا کارکن، عہدیداران کو نامزد کرنے کا حق دار ہوگا۔

۳۔ یہ انتخابات 100 فیصد تحصیلات و اضلاع میں ہوں گے۔ سہولت کے پیش نظر زون وائز تحصیلات و اضلاع تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔

۴۔ ان انتخابات میں شفافیت اور غیر جانبداریت کو ہر صورت ممکن بنایا جائے گا۔

۵۔ مرکز سے تحصیلات و اضلاع میں نامزدگیوں کے حصول کے لئے بطور نگران غیر جانبدار اور اچھی شہرت کے حامل افراد بھیجے جائیں گے۔

۶۔ تحصیلی و ضلعی اور یونین کونسل تک تنظیم نو کے بعد زونل انتخابات ہوں گے۔ زونل انتخابات اس وقت ہوں گے جب ذیلی تنظیمات فریش مینڈیٹ لے کر منتخب ہوئی ہوں گی۔

۷۔ زون کے انتخابات سنجیدہ نوعیت کے حامل ہیں، ان میں اگر ایک ماہ کی تاخیر بھی ہوجائے تو کوئی حرج نہیں مگر اس کے لئے نیچے موجود الیکٹورل کالج مضبوط و مستحکم ہو تاکہ زون میں اچھی اور مضبوط قیادت میسر آئے۔

۸۔ ان تمام اقدامات کو بروئے کار لانے کا مقصد ہر حال میں شفافیت و غیر جانبداریت کا قیام ہے۔ تحصیل و ضلع لیول پر اس طرز پر تنظیم سازی کے لئے مرکزی وصوبائی قیادت لائحہ عمل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کو پیش کریں گے اور بعد ازاں یہ فیصلہ میری توثیق کے بعد نافذ العمل ہوگا۔

۹۔ کوشش کی جائے کہ ضلعی و تحصیلی انتخابات اعتکاف 2015ء سے قبل ہوجائیں، بصورت دیگر عید کے بعد اگست میں ان انتخابات کو مکمل کرنے کے بعد اگست یا ستمبر میں زونل انتخابات منعقد ہوں گے۔

☆ گفتگو کے اختتام پر قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تحریک کی ہمہ جہتی خدمات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کے صدقے تحریک سے ایک طرف تجدید و احیاء دین کی خدمت لے رہا ہے اور دوسری طرف انقلابی و سیاسی جدوجہد کے ذریعے غریب عوام کے حقوق کی بحالی کی ذمہ داری بھی ہم بتوفیق الٰہی سرانجام دے رہے ہیں۔ تجدید و احیائے اسلام کے سلسلہ میں دہشت گردی کے خلاف ہمارا فتویٰ اور امن کے فروغ کے لئے نصاب مرتب کرنا، یہ اعزاز بھی الحمدللہ منہاج القرآن کو ہی میسر آیا۔ ان دونوں حوالوں سے نہ صرف عالم اسلام

کی سطح پر بلکہ عالم اقوام کی سطح پر بھی کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا گیا تھا۔ یہ کلیتاً ہمارا ہی اعزاز ہے کہ ہم نے دہشت وخوف کی فضا میں جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اولاً دہشت گردی کے خلاف فتویٰ جاری کیا اور انتہاء پسندانہ فکر کے طوفان کے آگے بند باندھ دیا۔ ثانیاً وہ کام جو حکومتوں کے لیول کا ہے یعنی امن کے فروغ کے لئے نصاب سازی، الحمدللہ ہم نے اس سلسلہ میں متن کی 5 کتابیں اور معاون 25 کتابیں (اردو/ انگلش/عربی) امت مسلمہ اور عالم انسانیت کو عطا کیں۔اس سلسلے میں حکومتی و پرائیویٹ سطح پر تحقیق کے نام پر کروڑوں ڈالر کھالئے گئے مگر کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا، ہم نے تنہا اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچادیا۔ جون میں عالمی سطح پر اس نصاب کا ان شاء اللہ افتتاح ہوگا۔

ہماری انقلابی جدوجہد کا سفر بھی جاری وساری ہے۔ گزشتہ تمام تر جدوجہد ہماری اس انقلابی جدوجہد کا ایک باب تھا، ابھی کتاب مکمل نہیں ہوئی۔ ہم پیغمبرانہ جدوجہد بالخصوص حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ سے روشنی لیتے ہوئے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔ یاد رکھیں کہ نظر ہمیشہ منزل پر رہے، راستہ میں آنے والے رکاوٹیں، مشکلات اور Ups& Downs سفر کے ختم کردینے کے لئے نہیں بلکہ مزید جرأت و استقامت سے آگے بڑھنے کی طرف راغب کرتی ہیں۔ فتح انہی کا مقدر بنتی ہے جو گرم و سرد حالات کی وجہ سے سفر نہیں چھوڑتے، قربانیاں دیتے رہتے ہیں مگر سمجھوتہ نہیں کرتے۔ ان شاء اللہ انہی حالات میں سے ہی منزل تک پہنچنے کا راستہ میسر آئے گا اور ہم اپنی منزل مصطفوی انقلاب کو حاصل کریں گے۔

اللہ تعالیٰ تمام کارکنان و رفقاء اور ان کے اہل خانہ کی خیر فرمائے اور ہمیں مزید جرأت و استقامت اور حکمت عملی سے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

منہاج القرآن ویمن لیگ کی تنظیم نو

مورخہ 24 اپریل 2015ء سے منہاج القرآن ویمن لیگ کی تنظیم نو کی گئی ہے اور درج ذیل بہنوں کو 30 جون 2017ء تک حسب ذیل ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔

☆ محترمہ فرح ناز (صدر) ☆ محترمہ راضیہ نوید (نائب صدر) ☆ محترمہ طاہرہ خان (ناظمہ)
☆ محترمہ قراۃ العین ظہور (نائب ناظمہ تنظیمات) ☆ محترمہ انعم ریاض (صدر MSM سسٹرز)
☆ محترمہ کلثوم قمر (نائب ناظمہ تربیت) ☆ محترمہ سعدیہ چوہدری (نائب ناظمہ دعوت) ☆ محترمہ آمنہ سرور (آفس سیکرٹری)

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کی تنظیم نو

مورخہ 24 اپریل 2015ء سے مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کی تنظیم نو کی گئی ہے اور درج ذیل احباب کو 30 جون 2017ء تک حسب ذیل ذمہ داریاں تفویض کی گئیں۔

☆ محترم عرفان یوسف (صدر) ☆ محترم رانا تجمل حسین (نائب صدر) ☆ محترم رضی الرحمٰن طاہر (سیکرٹری جنرل)
☆ محترم احمد حسن (سیکرٹری کوآرڈینیشن) ☆ محترم شیخ عماد الاسلام (ڈپٹی سیکرٹری انفارمیشن)

☆ **کوآرڈینیٹر داد رسی سیل:** محترم راجہ محمد ندیم (0322-4576413) کو مورخہ یکم مئی 2015ء سے پاکستان عوامی تحریک میں کوآرڈینیٹر داد رسی سیل کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

پاکستان عوامی تحریک کے زیر اہتمام

سیمینار بعنوان ''دھاندلی زدہ غیر آئینی انتخابات 11 مئی 2013ء''

پاکستان عوامی تحریک کے زیر اہتمام 11 مئی 2015ء کو نام نہاد انتخابات کے دو سال مکمل ہونے پر ''دھاندلی زدہ غیر آئینی انتخابات'' کے عنوان سے سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں ملک بھر سے سیاسی، سماجی، مذہبی، سول سوسائٹی کے قائدین اور عوامی تحریک کے کارکنان نے بھرپور شرکت کی۔ سیمینار کا آغاز تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ محترم خرم نواز گنڈا پور (جنرل سیکرٹری PAT) نے استقبالیہ کلمات ادا کئے۔ جبکہ محترم محمد جواد حامد نے نقابت کے فرائض سرانجام دیئے۔

اس موقع پر محترم محمود الرشید (رہنما تحریک انصاف و قائد حزب اختلاف پنجاب اسمبلی) نے کہا کہ الیکشن کے ایک سال کے بعد دھاندلی کے خلاف ہم نے پاکستان عوامی تحریک کے ساتھ مل کر سڑکوں پر نکلنے کا فیصلہ کیا، جس پر ماڈل ٹاؤن میں نہتے لوگوں پر گولیاں چلائی گئیں۔ میں ان شہداء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ حکومت ان شہداء کے خون کو ہضم کرنے کی کوشش کررہی ہے، یہ ہضم نہیں ہوسکتا، اس کا انہیں جواب دینا ہوگا۔ اگر ہمارے قانون نے انصاف میں دیر کی تو اوپر والا بھی موجود ہے، اُس کا انصاف اور قانون ان کو نہیں بچاسکتا۔ جمہوریت کے نام پر فرعون اس ملک پر قابض ہیں۔ ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کے لئے مل کر جدوجہد کرنا ہوگی۔

محترم میاں عمران مسعود (مسلم لیگ ق و سابق صوبائی وزیر تعلیم) نے کہا کہ دھاندلی، ناانصافی، لاقانونیت کے خلاف پاکستان عوامی تحریک اور ہم نے مل کر جدوجہد شروع کی، اس سے عوام میں شعور پیدا ہوا۔ اس ظالمانہ نظام کے خلاف سب سے پہلے آواز بلند کرنا پاکستان عوامی تحریک کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ میں قائد انقلاب کو زبردست تحریک چلانے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ان شہداء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جن کی وجہ سے تحریک کامیابی سے آگے چل رہی ہے۔ ان شاء اللہ یہ تحریک جلد کامیاب ہوگی۔

محترم علامہ امین شہیدی (مجلس وحدت المسلمین) نے کہا کہ اس ملک میں 9 ماہ کے بچے پر قتل کا مقدمہ اور 8 سال کے لڑکے کو ہتھکڑی لگادی جاتی ہے مگر افسوس سارا دن گولیاں چلاکر 14 شہید اور 100 افراد زخمی کرنے والے ابھی تک اقتدار پر مسلط ہیں۔ عوام کو اپنے بنیادی حقوق کے حصول کے لئے باہر نکلنا ہوگا۔ قائد انقلاب کی اس فرسودہ نظام کے خلاف جدوجہد نے قوم کو شعور دیا ہے، کامیابی مل کر جدوجہد کرنے سے ہی میسر آئے گی۔

محترم ڈاکٹر فرید احمد پراچہ (جماعت اسلامی) نے کہا کہ ملک کے اس نظام کے اندر کرپشن اور طاقتور مافیا قابض ہے۔ ہمیں نظام انتخابات میں اصلاحات کے لئے کوششیں کرنا ہوں گی۔ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کی قربانی پر ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کرتا ہوں۔ امید ہے کہ اللہ کے ہاں ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ اس ظالم اور کرپٹ نظام کے خلاف شعور پیدا کرنے کے لئے پاکستان عوامی تحریک نے اہم کردار ادا کیا۔ 1947ء کے بعد یہ وہ واحد جماعت ہے جس نے اس نظام کو بدلنے کے لئے اپنے سینے پیش کئے۔ ہمیں بیدار ہونا ہوگا ورنہ اس طرح کے دھاندلی زدہ الیکشن دوبارہ بھی ہوتے رہیں گے۔

محترم سردار آصف احمد علی (سابق وزیر داخلہ) نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ 17 جون 2014ء کو مردوں، عورتوں، بچوں اور بزرگوں کو جس بے دردی سے شہید اور زخمی کیا گیا تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ پنجاب پولیس کو اس لئے تیار کیا گیا ہے کہ عوام جب ان ظالموں کے ہاتھوں تنگ ہوکر اپنا حق لینے کے لئے باہر نکلیں تو ان پر ڈنڈے برسائے جائیں۔ جدوجہد جاری رکھنا ہم پر فرض ہے۔ ان شاء اللہ پاکستان کا مستقبل جلد روشن ہوگا۔

محترم مفتی محمد حسیب (سنی اتحاد کونسل) نے کہا کہ الیکشن سے پہلے قائد انقلاب نے بتادیا تھا کہ یہ الیکشن غیر آئینی ہے، اس کے نتیجے میں جیتنے والا بھی روئے گا اور ہارنے والا بھی روئے گا۔ الیکشن کے بعد ان کی یہ بات سچ ثابت ہوئی۔ جیتنے والا بھی

اور ہارنے والا بھی دھاندلی کا رونا رو رہا ہے۔ جب تک نظام ٹھیک نہیں ہوتا اس وقت تک یہ ملک ٹھیک نہیں ہوسکتا۔ اس کے لئے صبر و استقامت اور جرأت سے آگے بڑھنا ہوگا۔

محترم خرم نواز گنڈا پور (سیکرٹری جنرل PAT) نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ آئین کے آرٹیکل 218 کے تحت الیکشن کمیشن کی غیر آئینی تشکیل آج بھی سوالیہ نشان ہے۔ ایسے الیکشن جو جعلی تھے، ایسی اسمبلیاں جس میں ہر ایک کو دھاندلی زدہ قرار دیا جارہا ہے، ان کی کوئی آئینی حیثیت نہیں ہے۔ 17 جون کو جس ریاستی بربریت کا مظاہرہ ہوا، ہم اس کا آئینی و قانونی طریقہ سے بدلہ لے کر رہیں گے۔ ہم ان حکمرانوں کو عوام کی طاقت سے کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ 11 مئی انتخابات میں پاکستان کی عوام کا مینڈیٹ چوری کیا گیا۔ جمہوریت کے نام پر ملک کو لوٹا گیا ہے۔ الیکشن کمیشن نے 100 سے زائد ریفرنسز کو لٹکایا ہوا ہے تاکہ حکومت اپنا دورانیہ پورا کرلے۔ ہم اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے اور ان شاء اللہ اپنی منزل پر پہنچ کر دم لیں گے۔

سیمینار سے محترم عبداللہ ملک (رہنما سول سوسائٹی)، محترم عبدالرشید قریشی، محترم ڈاکٹر احسن محمود اقلیتی رہنما، محترم مارٹن جاوید اور محترم سید نوبہار شاہ نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ماڈل ٹاؤن کے ان شہداء کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس ملک کے لئے جان قربان کی۔ یہاں جمہوری کلچر ہی نہیں ہے۔ اگر جمہوریت کو بچانا ہے تو نظام کو ٹھیک کرنا ہوگا۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن گجرات کے زیر اہتمام شادیوں کی اجتماعی تقریب

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن گجرات کے زیر اہتمام 27 اپریل 2015ء کو 11 اجتماعی شادیوں کا تیسرا عظیم الشان پروگرام قندفشاں میرج ہال میں منعقد ہوا۔ مرکزی قائدین گجرات اور معززین علاقہ نے گیارہ باراتوں کا پرتپاک استقبال کیا۔ مرکزی صدر پاکستان عوامی تحریک محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی، محترم صاحبزادہ پیر سید سعید احمد گجراتی (ممبر اسلامی مشاورتی کونسل) اور سابق تحصیل ناظم محترم میاں ہارون مسعود مہمانان خصوصی تھے۔

اس پروگرام میں حاجی محمد اسلم چک پیرانا (فرانس) صدر PAT یورپین یونین، حاجی میاں محمد افضل انصاری (صدر PAT ناروے)، چوہدری مظہر دیونہ (مرکزی سینئر نائب صدر PAT فرانس)، حافظ اقبال اعظم (فرانس) ڈائریکٹر منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن یورپین یونین، سید امجد علی شاہ مرکزی ڈائریکٹر MWF، صاحبزادہ علامہ فرحت حسین شاہ مرکزی صدر علماء کونسل، چوہدری وسیم ہمایوں (صوبائی کوآرڈینیٹر)، چوہدری اظہر محمود (یونان)، چوہدری فرخ الابصار محمود (فرانس)، چوہدری محمد اصغر ڈنگہ، چوہدری خالد (ہالینڈ)، ملک شبیر اعوان (فرانس)، علامہ خادم حسین طاہر، سہیل احمد رضا (ڈائریکٹر انٹرفیتھ ریلیشنز)، محمد ریاض (مسقط)، علامہ غلام ربانی تیمور، الحاج شیخ شاہد محمود، حاجی شیخ محمد عثمان، حاجی شیخ محمد سلیمان، خان عبدالقیوم خان (ایڈووکیٹ)، حاجی محمد انور (ہالینڈ)، چوہدری آفتاب (انگلینڈ)، حاجی اعظم رحمانی، حاجی اعجاز احمد رحمانی، چوہدری تنویر حسین، ملک صفدر حسین، حاجی شیخ عرفان پرویز اور ضلع بھر سے معززین کی بہت بڑی تعداد نے خصوصی شرکت کی۔

1300 مہمانوں کی پرتکلف ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ علامہ ساجد محمود قادری، علامہ محمد اصغر چشتی اور مفتی امتیاز شیخ نے نکاح پڑھائے جبکہ دعا محترم صاحبزادہ پیر سید سعید شاہ گجراتی نے کروائی۔ اجتماعی شادیوں کے انتظام و انصرام میں محترم حاجی ارشد جاوید وڑائچ (سیکرٹری جنرل MWF یورپین یونین) نے حسب سابق اہم کردار ادا کیا۔

اس پروگرام میں ڈاکٹر رحیق احمد عباسی مرکزی صدر PAT، علامہ صاحبزادہ سید فرحت حسین شاہ، حافظ اقبال اعظم (صدر MWF یورپین یونین) نے گفتگو کرتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور MWF کی تعلیم، صحت، فلاح عام کے سلسلہ میں کی جانے والی خدمات پر روشنی ڈالی کہ ہم غریب عوام کے بنیادی حقوق ان کی دہلیز پر پہنچانا چاہتے ہیں اور پاکستان کو ایک عظیم فلاحی ویلفیئر

سٹیٹ اور اسلامی ریاست بنانا ہماری اولین ترجیح ہے۔ مقررین نے محترم حاجی ارشد جاوید وڑائچ کو پروگرام کے انعقاد میں کلیدی کردار پر خراج تحسین پیش کیا۔ نقابت کے فرائض محترم علامہ پروفیسر مظہر حسین قادری نے ادا کئے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ٹیلی فون پر اظہار خیال کرتے ہوئے اس خوبصورت تقریب کے انعقاد پر منتظمین اور تمام احباب کو خصوصی مبارکباد دی اور دولہوں و دلہنوں کو دعاؤں سے نوازا۔ تقریب کے اختتام پر منتظمین کی جانب سے اگلے سال ان شاء اللہ چالیس اجتماعی شادیوں کے اہتمام کا اعلان کیا گیا۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اور المواخات کی طرف سے بیروزگاروں کیلئے سائیکلو وین کی تقسیم

تحریک منہاج القرآن لاہور کی طرف سے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اور المواخات اسلامک مائیکرو فنانس کے مشترکہ تعاون سے منعقدہ خصوصی تقریب میں بیروزگاروں میں ''سائیکلو وین'' تقسیم کی گئیں۔ المواخات مائیکرو اسلامک فنانس پراجیکٹ صدر فیڈرل کونسل تحریک منہاج القرآن محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔ اس موقع پر تقریب کے مہمان خصوصی محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے سہارا افراد کو پاؤں پر کھڑا کرنا اور مجبوروں، مزدوروں اور مظلوموں کی مدد کرنا ہی قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سیاست ہے۔ اب تک سینکڑوں بیروزگاروں میں سائیکلو وین تقسیم کی جا چکی ہیں۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے ایک اہم پروجیکٹ ''ہیلپ اینڈ فوڈ'' کا بھی اجراء کیا جا رہا ہے، اس پروجیکٹ کے تحت غریب اور نادار خاندانوں میں خوراک تقسیم کی جائے گی۔ المواخات اسلامک مائیکرو فنانس نے سود سے پاک اسلامک مائیکرو فنانس کا اجراء کیا ہے اس فلاحی منصوبہ سے ہر ضرورت مند، رنگ و نسل اور مذہب کی تفریق کے بغیر استفادہ کر سکتا ہے۔

ڈائریکٹر پروجیکٹ المواخات عبدالعمار منعم نے کہا کہ المواخات کے بزنس ماڈل کو اسلامک ڈویلپمنٹ بنک جدہ نے ''A'' ریٹنگ دی ہے۔ ہم بیروزگاروں کو پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے چیرٹی اور ڈونیشن کے تصور سے ہٹ کر کام کر رہے ہیں۔ ہم مدد کیلئے رجوع کرنے والوں کو اس احساس سے نکال رہے ہیں کہ انہیں کسی خیرات کی ضرورت ہے۔ ہم قرض حاصل کرنے والوں میں ملکیت کا احساس اور اعتماد اجاگر کر رہے ہیں۔ تقریب سے فرخ اسلام، اویس الرحمان نے بھی خطاب کیا اور پراجیکٹ کے حوالے سے تفصیلات سے آگاہ کیا۔ ناظم لاہور حافظ غلام فرید نے شرکاء اور مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

گوجرانوالہ زون میں ٹیچرز ٹریننگ ورکشاپ کا انعقاد

(رپورٹ: حاجی محمد رفیق): منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے زیر انتظام گوجرانوالہ زون میں قائم منہاج ماڈل سکولز کے پرنسپلز و اساتذہ کرام کی ٹریننگ ورکشاپ کا اہتمام منہاج القرآن ماڈل سیکنڈری سکول چک پیرانہ میں کیا گیا۔ مینجنگ ڈائریکٹر MES محترم پروفیسر محمد یعقوب عابد چوہدری نے اس پروگرام میں خصوصی شرکت کی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ محترم خادم حسین طاہر (ADE گوجرانوالہ زون) نے کلمات استقبالیہ پیش کرتے ہوئے محترم پروفیسر محمد یعقوب عابد چوہدری اور جملہ شرکاء کو خوش آمدید کہا اور گوجرانوالہ زون میں قائم منہاج سکولز کی کارکردگی رپورٹ پیش کی کہ سکالرشپ میں طلباء کی شرکت کا ٹارگٹ ہو، نومبر ٹیسٹ ہو یا سالانہ امتحانات میں شرکت، ہمیشہ طلبہ کی تعداد اور سکولز کی تعداد کے اعتبار سے گوجرانوالہ زون پہلے نمبر پر رہا۔ نیز دیگر مالی و انتظامی اور تدریسی معاملات میں برتری حاصل رہی۔ یہ سب جملہ پرنسپلز اور ٹیچرز کی محنت کا نتیجہ ہے۔ آج کے پروگرام (ٹریننگ ورکشاپ) میں اتنی کثیر تعداد میں ٹیچرز کا شرکت کرنا علم سے دوستی و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مہمان خصوصی اور جملہ پرنسپلز و اساتذہ نے محترم محمد افتخار (پرنسپل MMS چک پیرانہ) کو اس کامیاب پروگرام کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ اس پروگرام میں 200 سے زائد پرنسپلز، معلمین، معلمات نے شرکت کی۔

مینجنگ ڈائریکٹر محترم پروفیسر یعقوب عابد چوہدری نے اس ٹریننگ ورکشاپ میں ''ٹیچر ایک رول ماڈل'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہماری تعلیم کا مقصد بچوں کو کتابیں رٹانا نہیں بلکہ تعلیم کا مقصد بچے کی شخصیت اس کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کی تعمیر ہے۔ اس مقصد کو پانے کا آسان حل یہ ہے کہ بچے کی تعلیم اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھ کر کی جائے۔ یعنی والدین اور اساتذہ کا ادب و احترام، اپنے سے بڑے کا احترام اپنے سے چھوٹے پر شفقت، سچ بولنا، جھوٹ سے پرہیز وغیرہ یہ اوصاف ہماری تربیت کا حصہ ہوں۔ انہوں نے اس موقع پر نے ''بچے اپنے ٹیچر سے کتنے متاثر ہوتے ہیں''؟ ''بچے کی تعلیم میں عدم دلچسپی کی وجوہات کیا ہوسکتی ہیں'' اور ''ایک اچھے ٹیچر کے اوصاف کیا ہوں'' کے موضوعات کو بھی بیان کیا۔

کالج آف شریعہ (منہاج یونیورسٹی) میں بین الکلیاتی ہفتہ تقریبات

(رپورٹ: حافظ ذیشان طاہر): کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز منہاج یونیورسٹی میں طلبہ میں علمی وادبی، فکری و نظریاتی، اور تربیتی و تنظیمی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے کے لیئے طلبہ کی نمائندہ تنظیم، بزم منہاج کے زیر اہتمام سالانہ آل پاکستان بین الکلیاتی ہفتہ تقریبات کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مقابلہ حسن قرأت، مقابلہ عربی تقاریر، مقابلہ حسن نعت و انگلش تقاریر، مقابلہ اردو تقاریر، مقابلہ اردو مباحثہ اور مقابلہ مضمون نویسی منعقد ہوئے۔ ملک بھر سے 60 سے زائد تعلیمی اداروں کالجز، یونیورسٹیز اور مدارس کے طلباء و طالبات نے ان مقابلہ جات میں حصہ لیا اور اپنے اپنے مخصوص اور دلچسپ انداز میں مقررہ موضوعات پہ روشنی ڈالی۔

بزم منہاج کے زیر اہتمام ان علمی وادبی مقابلہ جات میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئرمین سپریم کونسل MQI)، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری (صدر فیڈرل کونسل MQI)، محترم شیخ رشید (سربراہ عوامی مسلم لیگ)، محترم غلام مصطفیٰ کھر (سابق گورنر پنجاب)، محترم قمرالزمان کائرہ (سابق وفاقی وزیر اطلاعات)، محترم سہیل وڑائچ (سینئر اینکر پرسن و سینئر تجزیہ نگار)، محترم قیوم نظامی (سینئر کالم نگار)، محترم سید نور (فلم سٹار)، محترم ناصر ادیب (عظیم فلم رائٹر)، محترمہ آمنہ الفت (سینئر کالم نگار)، محترم فرید پراچہ (ڈپٹی سیکریٹری جنرل جماعت اسلامی پاکستان)، محترم ڈاکٹر ولید اقبال، محترم ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (ممتاز ماہر عربی زبان و ادب)، محترم مسکین فیض الرحمٰن درانی (امیر TMQ)، محترم خرم نواز گنڈاپور (سیکریٹری جنرل پاکستان عوامی تحریک)، محترم مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی (شیخ الفقہ والتفسیر)، محترم پروفیسر نواز ظفر چشتی (شیخ اللغہ والادب)، محترم جواد حامد (ڈائریکٹر ایڈمن TMQ)، محترم نوراللہ صدیقی (ڈائریکٹر مرکزی میڈیا سیل TMQ)، محترم پیر سیف اللہ خالد گیلانی القادری (چیئرمین نیشنل مشائخ کونسل پاکستان)، محترم ڈاکٹر محمد اکرم رانا (ڈین فیکلٹی آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز MUL)، محترم ڈاکٹر محمد ممتاز الحسن باروی، محترم کرنل (ر) راجہ فضل مہدی (ایڈمنسٹریٹر COSIS) کالج کے جملہ اساتذہ کرام، ملک کی نامور سیاسی وسماجی، مذہبی و علمی، ادبی وفکری شخصیات نے شرکت کی۔

معزز مہمانانِ گرامی قدر نے اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی عظیم خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کالج آف شریعہ کے نظم ونسق اور تعلیم وتربیت کے ماحول کو سراہا۔

مقابلہ جات میں پوزیشن ہولڈرز طلباء طالبات اور شرکاء مقابلہ جات کی حوصلہ افزائی کے لئے ان میں شیلڈز، سرٹیفیکیٹس تقسیم کئے گئے۔ صدر بزم منہاج حافظ ذیشان طاہر نے ہفتہ تقریبات کے کامیاب انعقاد میں تعاون کرنے پر کالج کونسل، معزز اساتذہ کرام، مرکزی قائدین تحریک منہاج القران اور مینجمنٹ کمیٹیز کا شکریہ ادا کیا۔

معمولات و وظائف رمضان المبارک

رمضان المبارک کے سعادت بھرے شب و روز سے کماحقہٗ فائدہ اٹھانے اور قرب الٰہی کے حصول کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے بتائے ہوئے مندرجہ ذیل معمولات کو باقاعدگی سے اپنے شب و روز کا حصہ بنائیں:

1۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کریں۔ 2۔ مکمل نماز تراویح باجماعت ادا کریں۔

3۔ سحری کھانے سے قبل نماز تہجد ادا کریں۔ اس کی کم از کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 12 رکعات ہیں۔

4۔ حتی الامکان فضائل و برکات والی دیگر نفلی نمازیں ادا کریں۔ مثلاً

☆ نماز اشراق: اس کا وقت طلوع آفتاب سے بیس منٹ بعد شروع ہوتا ہے۔ اس کی کم از کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 6 رکعات ہیں۔

☆ نماز چاشت: اس کا وقت آفتاب کے خوب طلوع ہوجانے پر ہوتا ہے۔ جب طلوع آفتاب اور آغاز ظہر کے درمیان کل وقت کا آدھا حصہ گزر جائے تو یہ چاشت کے لئے افضل وقت ہے۔ اس کی کم از کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 12 رکعات ہیں۔

☆ نماز اوابین: یہ مغرب اور عشاء کے درمیان کی نماز ہے جو کم از کم 2 طویل رکعات یا 6 مختصر رکعات سے لے کر زیادہ سے زیادہ بیس 20 رکعات پر مشتمل ہے۔

5۔ روزانہ خشوع و خضوع اور تدبر کے ساتھ قرآن حکیم مع ترجمہ ''عرفان القرآن'' کی تلاوت کریں۔

6۔ درج ذیل وظائف روزانہ ایک ایک ہزار مرتبہ پڑھیں:

☆ درود شریف: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.

☆ استغفار: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ.

☆ کلمہ طیبہ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

7۔ پہلے عشرے میں ہر نماز کے بعد رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ کا ورد ایک سو مرتبہ کریں۔

8۔ دوسرے عشرے میں ہر نماز کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ کا ورد ایک سو مرتبہ کریں۔

9۔ تیسرے عشرے میں ہر نماز کے بعد اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ کا ورد ایک سو مرتبہ کریں۔

10۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے شب قدر میں درج ذیل دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.

لہٰذا آخری عشری کے ہر طاق رات میں کثرت کے ساتھ اس کا ورد کریں۔

11۔ علاوہ ازیں ہماری کتاب ''الفیوضات المحمدیۃ'' میں درج فرض نمازوں کے بعد کئے جانے والے بقیہ وظائف کو اپنا معمول بنائیں اور ہر فرض کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ کی ایک تسبیح کریں۔ آیۃ الکرسی اور مذکورہ بالا استغفار پڑھیں۔

12۔ رحمتوں اور سعادتوں بھرے اس مہینے میں کثرت کے ساتھ صدقات و خیرات کو اپنا معمول بنائیں اور محتاجوں و ضرورت مندوں کی مدد کریں۔

دعا ہے کہ اللہ اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہماری توفیقات میں اضافہ ہو۔ آمین

خصوصی ہدایات برائے معتکفین شہر اعتکاف 2015ء

بحمداللہ تعالیٰ اس سال بھی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی سنگت میں جامع المنہاج بغداد ٹاؤن ، ٹاؤن شپ لاہور میں شہر اعتکاف آباد ہورہا ہے۔ جسے حرمین شریفین کے بعد دنیا کے سب سے بڑے اعتکاف ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور یہ اعتکاف تحریک منہاج القرآن کی پہچان ہے۔ وہ ہزارہا خوش نصیب معتکفین جو امسال اس سعادت سے فیض یاب ہوں گے ان کیلئے مرکز کی جانب سے خصوصی ہدایات دی جارہی ہیں۔ جملہ معتکفین پر ان ہدایات کی پابندی لازمی ہوگی۔ نیز تنظیمات جن معتکفین کو لے کر آئیں گی اُن سے ان ہدایات پر عمل درآمد کروانا لازم ہو گا۔ جملہ تنظیمات، رفقاء و کارکنان اعتکاف کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔

1۔اعتکاف گاہ میں آنے سے پہلے کرنے والے کام

۱۔ پریشانی سے بچنے کے لئے بروقت ایڈوانس بکنگ کروالی جائے۔ بکنگ پہلے آیئے پہلے پایئے کی بنیا د پر ہوگی۔ اعتکاف گاہ میں گنجائش کے مطابق بکنگ کی جائے گی اور جگہ کی تنگی کے باعث تنظیمات کو کوٹہ الاٹ کیا جائے گا۔ 30 جون تک اگر کوئی تحصیلی تنظیم اپنے کوٹہ کے کوپن نہیں خریدے گی تو اس کا کوٹہ اس کے پاس نہیں رہے گا بلکہ open کردیا جائے گا۔ معتکفین کی مطلوبہ تعداد مکمل ہونے پر بکنگ بند کردی جائے گی۔ اعتکاف کی بکنگ کیلئے مقامی تنظیم سے رابطہ کریں۔

۲۔ اعتکاف رجسٹریشن فیس 1800 روپے ہے۔

۳۔ 10 جون سے 30 جون تک ایڈوانس بکنگ کی جائے گی۔ ۴۔اپنے ہمراہ ضروری سامان لے کر آئیں۔

۵۔ CDs، کتب، کیسٹ کی خریداری کیلئے رقم ضرور ساتھ لائیں مگر رقم اعتکاف گاہ میں موجود بینک میں جمع کروائیں۔

۶۔ اگر کوئی بیماری ہے تو ڈاکٹر کی رپورٹ اور مکمل ریکارڈ ساتھ رکھیں۔ ۷۔خواتین چھوٹے بچوں کو ساتھ نہ لائیں۔

۸۔ امیر حلقہ کی ذمہ داریاں سرانجام دینے کی صلاحیت کے حامل افراد کو تیار کرکے لائیں۔

۹۔ مقامی تنظیم کے ذریعے قبل از وقت مرکز کو اطلاع کریں تاکہ انتظامات بہتر ہوسکیں۔

۱۰۔ سکیورٹی کے پیش نظر اصل قومی شناختی کارڈ ہمراہ لائیں، فوٹو کاپی قابل قبول نہیں ہوگی۔

۱۱۔ جملہ معتکفین اپنے کوپن کے ساتھ اپنی پاسپورٹ سائز تصویر attach کریں گے۔

2۔اعتکاف گاہ میں آتے وقت

۱۔ بروقت آمد (ہجوم اور پریشانی سے بچنے کیلئے 20 رمضان المبارک کی صبح ہی تشریف لے آئیں)

۲۔ سکیورٹی اور انتظامیہ سے بھرپور تعاون کریں۔ ۳۔ہر شخص اپنی اور اپنے سامان کی خود چیکنگ کروائے۔

۴۔ اعتکاف گاہ میں داخلہ ٹوکن کے بغیر نہ ہوگا لہذا ایڈوانس بکنگ والے احباب اپنا ٹوکن ہمراہ لائیں۔

۵۔ موبائل فون اور قیمتی اشیاء بنک میں جمع کرواکر رسید حاصل کریں۔

۶۔ موبائل لانے سے اجتناب کریں، ضروری رابطہ کے لئے PCO کی سہولت دستیاب ہوگی۔

۷۔ شہر اعتکاف میں موبائل فون کے استعمال سے معتکفین ڈسٹرب ہوتے ہیں جس سے یکسوئی متاثر ہوتی ہے نیز موبائل فون گم ہونے کی صورت میں انتظامیہ ذمہ دار نہیں ہوگی۔

نوٹ: آپ انتظامیہ سے ہر ممکن تعاون فرمائیں تاکہ انتظامیہ آپ کو بہتر سے بہتر سہولیات فراہم کر سکے۔

3۔ دوران اعتکاف:

۱۔ معتکفین پر انتظامیہ کے ساتھ ہر قسم کا تعاون لازم ہوگا۔

۲۔ آرام کے وقت آرام ضرور کریں تاکہ اگلے دن Fresh ہو کر معمولات سرانجام دے سکیں۔

۳۔ دیگر معتکفین بالخصوص بزرگوں کا خیال رکھیں اور اعتکاف گاہ میں موجود سہولیات کیلئے بزرگوں کو ترجیح دیں۔

۴۔ مشکلات زندگی کا حصہ ہیں اور قرب الٰہی بغیر مشکلات اور صبر کے ممکن نہیں، اس لیے دس روز پیش آنے والی مشکلات کو صبر و تحمل سے برداشت کریں۔ کیونکہ روزے سے برداشت اور صبر کا سبق ملتا ہے۔

۵۔ کسی بھی قسم کی پریشانی کی صورت میں شور شرابہ کرنے اور ماحول کو خراب کرنے کی بجائے انتظامیہ سے رابطہ کریں۔

۶۔ قرآن و حدیث کی روشنی بکھیرتا ہوا قائد محترم کا خطاب ہی حاصل اعتکاف ہے اس کو کسی قیمت پر Miss نہ کریں۔

۷۔ اعتکاف ایک ایسی سنت ہے جس میں اس کی روح کو مدنظر رکھنا لازمی امر ہے۔ لہٰذا اعتکاف میں تفریح کیلئے نہ آئیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول اور گناہوں سے توبہ کیلئے اعتکاف کریں اور اسکے جملہ تقاضے پورے کریں۔

۸۔ ایک دوسرے سے حسن سلوک سے پیش آئیں نیز عملی طور پر باہمی مدد، خدمت و قربانی کا جذبہ لے کر اعتکاف میں آئیں۔

۹۔ جن احباب کے ساتھ خواتین بھی آئیں وہ احباب، خواتین اعتکاف گاہ میں ملنے کیلئے جانے یا فون کرنے سے اجتناب کریں۔

۱۰۔ صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ کوڑا کرکٹ وضو خانہ اور باتھ روم کی جگہ نہ پھینکیں بلکہ کوڑے والے ڈرم میں پھینکیں۔

۱۱۔ کسی بھی مسئلہ کی صورت میں کنٹرول روم میں متعلقہ ذمہ داران سے رابطہ کریں۔

۱۲۔ سکیورٹی کے پیش نظر اپنے اردگرد کے ماحول اور افراد پر کڑی نظر رکھیں۔ کسی بھی مشکوک فرد یا لاوارث سامان/ شاپنگ بیگ، تھیلا وغیرہ دیکھنے کی صورت میں فوری انتظامیہ کو اطلاع کریں۔

۱۳۔ اپنے سامان کی خود حفاظت کریں۔

۱۴۔ انتظامیہ کی طرف سے جاری فیڈ بیک پروفارمہ اور کوائف فارم ضرور پر کریں۔

۱۵۔ دوسروں کیلئے آسانیاں پیدا کریں۔ ایسا کوئی کام نہ کریں جس سے گردو نواح کے معتکفین کو کسی قسم کی تکلیف پہنچے۔

۱۶۔ آپ اپنی زکوٰۃ و عطیات اور فطرانہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے کیمپ پر جمع کروا سکتے ہیں۔

4۔ واپسی:

۱۔ واپسی کیلئے ٹرانسپورٹ کا بندوبست بروقت کریں اور منتظمین کو اپنی ڈیمانڈ 26 رمضان المبارک تک فراہم کر دیں۔

۲۔ اپنا مکمل سامان ساتھ لے کر جائیں (شیخ الاسلام کے خطابات کی CDs، کتب اور کیسٹس زیادہ سے زیادہ اپنے ہمراہ لے کر جائیں)

۳۔ اپنے حلقے کی صفائی ضرور کر کے جائیں کیوں کہ عید کے فوراً بعد سکول کے ننھے منے طلباء نے تعلیم کیلئے یہاں آنا ہے۔

مرکزی کمیٹی شہر اعتکاف 2015ء: محترم شیخ زاہد فیاض (سربراہ) 0300-8412155

محترم خرم نواز گنڈا پور (نگران) 0301-5140075

محترم محمد جواد حامد (ناظم اجتماعات و سیکرٹری اعتکاف) 042-35163843, 0313/0333-4244365

جو چپ رہے گی زبانِ خنجر تو لہو پکارے گا آستیں کا......

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
Regd CPL No.41